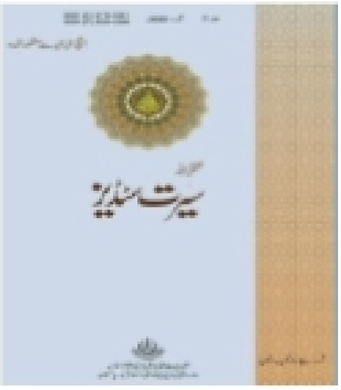

سیرت سٹڈیز Seerat Studies

E(ISSN): 2710-5261, P(ISSN): 2520-3398
Publisher: Department of Seerat Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jss
Vol.09 Issue: 09 (January – December 2024)
Date of Publication: 26-December 2024
HEC Category (July 2024-2025): Y

https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jss

Article	تاثرات واشارات نبوی کی معنویت (دعوتی، تعلیمی، ثقافتی، قانونی پہلو)
Authors & Affiliations	1. ***Dr. Muzammil kamran*** Senior subject specialist islamiat., Quaid e Azam Academy for Educational Development, Dera Ghazi Khan muzammilkamran975@gmail.Com
Dates	*Received* 14-04-2024 *Accepted* 15-07-2024 *Published* 26-12-2024
Citation	Hafeez Ullah Abdul Salaam, 2024. تاثرات واشارات نبوی کی معنویت (دعوتی، تعلیمی، ثقافتی، قانونی پہلو) [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: https://iri.aiou.edu.pk [Accessed 26 December 2024].
Copyright Information	2024@ تاثرات واشارات نبوی کی معنویت (دعوتی، تعلیمی، ثقافتی، قانونی پہلو) by Hafeez Ullah Abdul Salaam is licensed under Attribution-Share Alike 4.0 International
Publisher Information	Department of Seerat Studies, Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://www.aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla Religion Database (Atla RDB)	Scientific Indexing Services (SIS)

تاثرات واشارات نبوی کی معنویت (دعوتی، تعلیمی، ثقافتی، قانونی پہلو)

Abstract

Nonverbal communication has a vital role in humans daily social communication. It consists of facial impressions, gestures and body language. Now a days it has become a current era of research. That is why , Nonverbal communication , ethics and methodology practiced by the Holy Prophet(PBUH), observed by the worthy companions and narrated & explained by the second and third ranked narrators i.e. Tab'aeen and taba tab'aeen , is a current horizon of seerah studies. Classified examples of holy seerah by ahadees are hereby presented to understand this study and to enhance the scholars to focus on this era of holy seerah , keeping in mind the purpose of study which is mentioned as under :

1. To explore cultural heritage of Islam in respect of nonverbal communication.
2. Nonverbal communication by the Holy Prophet (PBUH) in aspect of education pedagogy.
3. Importance of nonverbal communication in preaching Islam as a code of conduct for life.
4. Legislative position of facial impressions , gestures and body language of the Holy Prophet (PBUH).

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اپنا نائب بنایا، اس کی ہدایت اور مسلسل رہنمائی کیلئے جہاں انبیاء ورُسل کا ایک مربوط اور منظم نظام قائم فرمایا وہیں ساتھ ساتھ اس کو عقل و شعور، جہد مسلسل اور تلاش حق میں سرگرداں رہنے کی صلاحیتیں بھی خوب عطا کیں۔ جس طرح مجموعی طور پر انسانیت کو عقل و شعور، تہذیب و تمدن اور حق شناسی کے عروج کو پانے کے لئے ایک طویل اور انتھک سفر بتدریج طے کرنا پڑا، اسی طرح انسانوں میں سے ہر فرد واحد علم و آگاہی کے منازل بھی جہد مسلسل کے ذریعے ہی طے کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"واللہ اخرجکم من بطون امہٰتکم لاتعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون"(النحل: 78)

ترجمہ: اللہ تو وہ ذات ہے جس نے تمہیں تمہاری ماؤں کے بطن سے پیدا کیا، اس حال میں کہ تم کچھ علم نہ رکھتے تھے، اور تمہارے لئے کان، آنکھ اور دل بنائے تاکہ تم شکر گزار بنو۔

اس آیت مبارک میں اللہ رب العزت نے علم و شکر (جو کہ حصول علم کے ذرائع و آلات ہیں) کے مابین ایک لطیف مگر پائیدار رشتے اور تعلق کی طرف اشارہ فرمایا ہے، آلاتِ علم، سمع و بصر ہیں۔ مگر جب سمع و بصر کا تعلق فؤاد یعنی دل سے قائم ہو جاتا ہے تو علم کے ساتھ بندے کے اندر معرفت پیدا ہوتی ہے، جس کے سبب بندہ میں شکر گزاری آجاتی ہے اور نتیجتاً وہ احساس مسئولیت پیدا ہو جاتا ہے جس کی طرف درج ذیل آیات مبارکہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

"ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا"۔(الاسراء:36)

ترجمہ: ایسی بات پر قائم مت ہو جس کی دلیل تمہارے پاس نہیں، کیونکہ کان، آنکھ اور دل اور ہر ایک کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

سمع، بصر اور فؤاد انسان کے لئے کسب علم کے ایسے آلات ہیں جو انسان کو تخلیقاً عطا ہوئے جبکہ سب سے پہلی وحی میں اللہ رب العزت نے انسان کیلئے کسب علم کے ایسے آلات ذکر فرمائے ہیں جو تہذیب و تمدن کی مرہون منت ہیں، ارشاد ہوتا ہے:

"اقراء باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق اقراء وربک الاکرم الذی علم بالقلم، علم الانسان مالم یعلم"۔

(العلق 1 تا 5)

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھ اور تیرا رب بڑی عزت والا ہے جس نے بذریعہ قلم علم سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا"۔

تہذیب و تمدن کی بدولت یہی وہ کسب علم کے آلات ہیں کہ جن کے ذریعے کسب نہ کرنے والے کو اُمی کہا جاتا ہے۔ اور چونکہ مجموعی طور پر اہل عرب خاص طور پر اہل مکہ اگرچہ تخلیقی طور پر عطا ہوئے آلات علم سمع، بصر اور دل رکھتے تھے۔ مگر قلم و کتاب سے عمومی شغف نہ ہونے کی بنا پر "امیین" گردانے گئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین"،(الجمعۃ:2)

ترجمہ: اللہ وہ ذات ہے جس نے (عرب کے) ان پڑھ لوگوں میں، انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا، جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے، اور ان کو پاک کرتا ہے، اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ اس سے قبل واضح طور پر گمراہی کی زندگی گزار رہے تھے۔

اللہ رب العزت نے "امیین" کی طرف جس ہستی کو رسول بنا کر بھیجا وہ بھی بذات خود کسب علم کے ان آلات سے ناشناس ہے اور "امی" ہیں۔ لیکن انسانیت کے اس معلم اعظم ﷺ نے انسانیت کی تعلیم کا حق ادا کر دیا۔ حتی کہ خود حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے۔

"انما بعثت معلما"[1]

ترجمہ: بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔

لٰہذا جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے "امیین" کی تعلیم و تعلم کے لئے مختلف انداز تعلیم استعمال کئے جن میں سے ایک طرز تعلیم غیر لسانی مواصلات بھی تھا، جس میں موقع محل کے مطابق بر وقت اشارات کے استعمال کے ذریعے آپ ﷺ نے عملاً پہلی وحی کی بہت باریک اور لطیف تفسیر کر دی کہ :

"علم الانسان مالم یعلم "(اقراء5)

ترجمہ:انسان کو وہ علم دیا جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔

اللہ رب العزت نے انسان کو (تخلیقی اور تہذیبی آلاتِ علم کے علاوہ بھی مختلف ذرائع سے)وہ علم دیا جو وہ نہ جانتا تھا۔انہی ذرائع علم میں سے چہرے کے تاثرات اور جسمانی اشارات بھی ہیں۔اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کو اظہار مافی الضمیر کے مختلف انداز عطا کیے۔ ان میں غیر لسانی مواصلات یا Nonverbal Communicationاور ہم لسانی مواصلات یاParalinguistic Communication بھی ہے جو کہ روزمرہ زندگی میں انسانی مواصلات کے دو تہائی حصے پر محیط ہوتی ہے[2]۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ امت مسلمہ نے قرآن و حدیث کی حفاظت کے لئے ہر وہ طریقہ اپنایا جو انسانی بساط بھر ممکن العمل تھا۔ چونکہ قرآن کی اولین تفسیر بذاتِ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی ہے اسی لئے امت مسلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت اور سیرت کی حفاظت کے لئے انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لیا اور تدریجاً ایسے اصول وضوابط اور فنون مرتب کئے جو بنظرِ عمیق میں {إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ}[3] کا عملی اور حقیقی مصداق نظر آتے ہیں۔انہی محنتوں اور کاوشوں میں ایک ضبط و روایت حدیث بھی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ صرف دین متین کی حفاظت کے پیش نظر سنت اور سیرت کی حفاظت کیا کرتے تھے بلکہ بذات خود محبت و عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کا محرک تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے رواۃ نے نہ صرف آپ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو محفوظ کیا بلکہ دورانِ گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارات، چہرے کے تاثرات اور جذبات واحساسات کو بھی بھرپور انداز میں محفوظ کیا اور آگے روایت کیا۔بجاطور کہا جاسکتا ہے کہ ان حضرات نے یہ ادا قرآن مجید سے سیکھی۔ کیونکہ قرآن مجید ایک طرف تو{لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ}[4] کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسوۂ حسنہ کی حفاظت اور اتباع کی ترغیب دیتا ہے تو دوسری طرف اتباع رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ سے محبت کی عملی اور حقیقی دلیل بتاتا ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے{قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ}[5]،یہی قرآن مجید صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مختلف اداؤں اور تاثرات وجذبات کی حفاظت کی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ اسوۂ حسنہ کی حفاظت اور اتباع میں محبت کا عنصر اپنا حسن دکھا سکے۔لٰہذا کبھی قرآن {قَدْ جَاءَكُمْ رَسُول مِنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيز عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيص عَلَيْكُمْ بِالْمُومِنِينَ رَءُوف رَحِيم}[6] کے دل پذیر انداز میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت سے محبت کے جذبات بیان کرتا ہے، تو کبھی {عَبَسَ وَتَوَلَّى ان جاءهُ الأَعْمَى}[7] کہہ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں ہی کھو جانے کا درس دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی کے ہر پہلو کو محفوظ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنے عشق کا حق ادا کر دیا۔

زیر تحقیق مضمون میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس پہلو پر تحقیقی کام کی کاوش کی جارہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دوران گفتگو تاثرات، جسمانی اشارات و حرکات Gestures یا Body Language کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس طرح محفوظ کیا اور کس طرح اس سے معانی و مطالب کے سمجھنے میں مدد لی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیرت طیبہ کے اس پہلو کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیان کے دوران جس حزم و احتیاط اور خوبصورتی سے امت تک پہنچایا، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کوئی ایسی روایت نقل فرماتے جس میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے کوئی جسمانی اشارہ منقول ہو تو اس اشارہ کا بیان عین اس وقت لاتے ہیں جب قول کے دوران وہ عملاً کیا گیا ہو۔

یہ حقیقت نہ صرف اہل اسلام بلکہ تمام ذی شعور افراد انسانیت پر اظہر من الشمس کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات، شخصیت، سنت، اخلاق، کردار، فرامین و افعال نیز عادات و خصائل اہل ایمان کے لئے کس مقام و مرتبہ اور حیثیت کے حامل ہیں۔ یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ چودہ سو سال سے تاحال امت مسلمہ کی اجتماعی شعوری کاوشوں کے نتیجہ میں ایک مستقل صنف ادب "سیرت نگاری" کے نام سے موسوم ہے اور ہر دور میں اس ادبی ذخیرہ میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ اس ضمن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ انور کے تاثرات اور جسمانی اشارات (Gestures) کی کیفیات اور معنویت کا عنوان ایک ایسا موضوع ہے کہ جس موضوع پر کتب احادیث، جو کہ ادب سیرت کا بنیادی ماخذ ہیں، میں خاطر خواہ مواد موجود ہونے کے باوجود عصر حاضر کے علمی اور تحقیقی تقاضوں کے مطابق اس مواد کی پیشکش سیرت نگاری کے ادب میں مزید دریچے کھول سکتی ہے۔

تاثر:

ایک کیفیت انسان کے دل و دماغ پر طاری ہوتی ہے۔ پھر انسان اپنے چہرے کے خدوخال تبدیل کرکے آنکھوں کو، سر کو، بھنوؤں کو، پیشانی کو ہونٹ، ناک، گال وغیرہ کو مختلف حرکات دے کر یا ان کی طبعی حرکات کو روک کر یا پھر ان اعضاء کو فطری حرکات کے خلاف حرکت دے کر اپنے مخاطب پر اپنے دل و دماغ کی اس کیفیت کو ظاہر کرتا ہے۔ تو انسان کا یہ دانستہ یا غیر دانستہ اظہار "تاثر" کہلاتا ہے۔

کبھی اس اظہار میں الفاظ بھی ساتھ ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں اور کبھی الفاظ ساقط ہو جاتے ہیں اور اظہار مافی الضمیر فقط چہرے کے خدوخال میں تبدیلی سے ہی کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کبھی اس اظہار میں ہاتھوں کے اشارات کو بھی شعوری اور لاشعوری طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی ان اشارات کو شعوری طور پر روک کر بھی تاثر دیا جاتا ہے۔ بہر حال یہ بات بھی مسلم ہے کہ جب چہرے کے تاثرات کے ساتھ ہاتھوں کے اشارات استعمال کیے جائیں تو اشارات کا یہ استعمال باقاعدہ، باضابطہ اور مربوط ہوتا ہے۔

اسی طرح اگر مزید عمیق نظر سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انسان اپنے چہرے کے تاثرات کے اظہار میں چہرے پر موجود مختلف اعصاب اور عضلات کو بھی کبھی دانستہ یا غیر دانستہ بالفاظ دیگر اختیاری یا غیر اختیاری طور پر استعمال کرتا ہے۔ اور یوں انسان کے الفاظ، ہاتھوں کے اشارات اور باڈی لینگویج ان تاثرات کو پُر اثر اور معنی خیز بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ چہرے کے تاثرات اور اشارات انسانی باڈی لینگویج اور غیر لسانی مواصلات کا اہم حصہ ہیں اور انسان کے لئے اظہار مافی الضمیر کا مؤثر ذریعہ بھی ہیں۔

چہرے کے تاثرات سے مختلف معانی کس طرح صادر ہوتے ہیں، مثالوں سے یہ حقیقت جان لینے سے قبل یہ حقیقت جان لینا بھی ضروری ہے کہ چہرے کے تاثرت ہوں یا پھر ہاتھ کے اشارات ان سے اخذ ہونے والے معانی مختلف تہذیبوں میں مختلف ہوتے ہیں۔ لازمی نہیں کہ عجمی تہذیب کے حامل معاشرہ میں اگر کسی ایک تاثر یا اشارے کا کوئی ایک معنیٰ خاص ہے تو عربی تہذیب یا فارسی تہذیب یا کسی اور تہذیب کے حامل معاشرے میں بھی اس ایک تاثر یا اشارے کا وہی ایک معنیٰ مراد لیا جائے بلکہ ممکن ہے کہ ایک ہی تاثر یا اشارے کا معنیٰ دو مختلف تہذیبوں میں مختلف لیا جائے بلکہ یہ معنیٰ تہذیب کے بدلنے سے بالکل مخالف معانی سے تبدیل ہو سکتا ہے۔

اس مضمون میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاثرات اور اشارات کے تحقیقی مطالعہ کے بعد حاصلات کو پیش کیا جا رہا ہے جو اپنی نوعیت کا ایک منفرد مطالعہ ہے۔

دوران گفتگو اشارات (Gestures)، ہاتھ، بازو اور جسم کی حرکات کے علاوہ سر، چہرے اور آنکھوں کی مختلف حرکات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ تاوقت یورپی ماہرین کے ہاں بھی Gesture Study باوجود دو سو سال گذر جانے کے اپنے ابتدائی مراحل میں ہی ہے[8]۔ بہر حال یہ مطالعہ ماہرین نفسیات، ماہرین آبادیات اور ماہرین لسانیات کے مابین دلچسپی حاصل کر چکا ہے۔ ماہرین نے اشارات (Gestures) کی مختلف تناظرات میں مختلف درجہ بندیاں کی ہیں۔ مثلاً جب اشارات کے مختلف تہذیبوں کے ساتھ باہمی تعلق کو دیکھا جائے تو دو بڑی اقسام ہیں[9]۔

(i) ایسے اشارات جن کا مفہوم تہذیبوں کے اختلاف سے مختلف ہو جاتا ہے

(ii) اشارات جو کائناتی مفہوم (Universal Meaning) رکھتے ہیں یعنی بنی نوع انسان میں ان کا ایک یا چند مفہوم مسلم ہیں۔

اسی طرح جب اشارات اور ہونے والے کلام کے تعلق اور عدم تعلق کو دیکھا جائے تو بھی اشارات کی دو بڑی اقسام ہیں[10]۔

(i) اشارات جو اپنا مفہوم بیان کرنے میں کلام کے محتاج نہ ہوں

(ii) اشارات جو اپنا مفہوم بیان کرنے میں کلام کے محتاج ہوں

اس کے علاوہ بھی ماہرینِ Kinesics نے اشارات کی تین اقسام بیان کی ہیں[11]۔

Conversational (iii)[12] Symbolic (ii)[13] Adaptors (i)

سیرت طیبہ سے غیر لسانی مواصلات کی قسم Haptics کی مثالیں

مثال نمبر 1۔ مخاطب کی پانچ انگلیوں کے ذریعے بھلائی کی پانچ اہم باتوں کو گنوانا

حدثنا بشر بن هلال الصواف البصري، قال: حدثنا جعفر بن سليمان، عن أبي طارق، عن الحسن، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من يأخذ عني هؤلاء الكلمات فيعمل بهن أو يعلم من يعمل بهن؟ فقال أبو هريرة:فقلت: أنا يا رسول الله، فأخذ بيدي فعد خمسا وقال: اتق المحارم تكن أعبد الناس،

وارض بما قسم الله لك تكن أغنى الناس،وأحسن إلى جارك تكن مؤمنا، وأحب للناس ما تحب لنفسك تكن مسلما، ولا تكثر الضحك، فإن كثرة الضحك تميت القلب.هذا حديث غريب،لا نعرفه إلا من حديث جعفر بن سليمان والحسن لم يسمع من أبي هريرة شيئا.هكذا روي عن أيوب، ويونس بن عبيد، وعلي بن زيد،وروى أبوعبيدة الناجي،عن الحسن،هذا الحديث قوله:ولم يذكر فيه عن أبي هريرة،عن النبي صلى الله عليه وسلم.[14]

ترجمہ: ہم سے بشر بن ہلال صواف بصری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے جعفر بن سلیمان نے ابوطارق سے روایت کیا،اور انہوں نے حسن سے، اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو مجھ سے یہ باتیں سیکھ کر ان پر عمل کرے یا کسی ایسے شخص کو سکھائے جو ان پر عمل کرے! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سیکھتا ہوں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں شمار کیں۔آپ ﷺ نے فرمایا حرام کاموں سے پرہیز کرو سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے، اللہ کی تقسیم پر راضی رہو اس سے تم لوگوں سے مستغنی ہو جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو اس سے تم مومن ہو جاؤ گے۔ لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اس سے تم مسلمان ہو جاؤ گے ۔زیادہ مت ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف جعفر بن سلیمان کی روایت سے جانتے ہیں اور حسن کا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید سے بھی یہی منقول ہے کہ حسن نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی پھر ابوعبیدہ ناجی نے حسن سے یہ حدیث روایت کی لیکن اس میں حضرت ابوہریرہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

مفہوم حدیث: مذکورہ بالا حدیث "حدثنا جعفر بن سليمان عن ابی طارق عن الحسن عن ابی ہریرۃ "کے طریق سے سنن ترمذی[15]، مسند امام احمد بن حنبل[16]، المعجم الاوسط لطبرانی[17]، الشیوخ لابن عساکر[18] اور شعب الایمان للبیہقی[19] میں وارد ہوئی ہے۔علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر حسن ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔[20]

اس روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کون مجھ سے پانچ باتیں سیکھتا ہے تاکہ ان پر عمل کرے یا ایسے لوگوں کو سکھائے جو اس پر عمل کریں۔تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی :اے اللہ کے رسول ﷺ میں ہوں۔پس رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور انگلیوں کی پانچ تک گنتی کے ساتھ ساتھ پانچ باتیں کیں ۔(1) محارم سے بچتا رہ تو تو لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار شمار ہوگا۔(2) جو اللہ نے تیرے حصہ میں لکھ دیا اس پر راضی ہو جا تو تمام لوگوں میں تو سب سے زیادہ مستغنی شمار ہوگا۔(3) اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کر تو تو صاحب ایمان شمار ہوگا۔(4) اور جو تجھے اپنے لئے پسند ہو لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کر تو تو اچھا مسلمان شمار ہوگا۔(5) کثرت ضحک سے بچتا رہا کر کیونکہ بہت زیادہ ہنسنا دل کی موت ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے پانچ باتیں فرمائی اور مخاطب یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی پانچ انگلیاں پکڑ کر گنتی کرتے ہوئے مخاطب کو ذہن نشین کرایا۔

اشارہ کی ہیئت صوری:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ بیان کرنے کا انداز تمام طرق میں یکساں ہے کہ آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا، قرین قیاس ہے کہ آپ ﷺ نے ان کا دایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا ہو گا۔ پھر یہ بات کہ گنتی انگلیوں پر شمار کس طرح کی گئی ؟اس کے دو احتمال ہیں۔

احتمال نمبر 1 :

ہاتھ کھلا رکھا اور ایک بات بیان کی اور ایک انگلی ہتھیلی کی طرف بند کر دی۔ پھر دوسری بات کی اور دوسری انگلی بند کر دی۔ اسی طرح تیسری بات کی اور تیسری انگلی بند کر دی۔ اور چوتھی انگلی بھی اسی طرح۔ پھر پانچویں بات کرنے کے بعد انگوٹھا بند کر دیا۔ اور یوں پوری مٹھی بن گئی۔ یہی احتمال راجح معلوم ہوتا ہے۔ اس احتمال کی اشکال درج ذیل ہیں۔

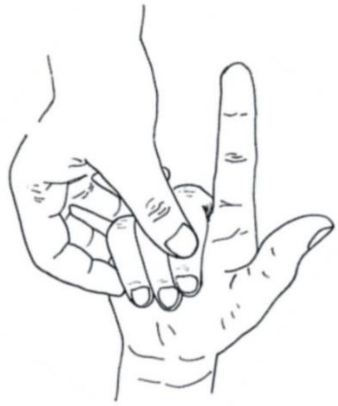

احتمال 2۔ہاتھ بند رکھااور ایک ایک بات گنتے گئے اور بند ہاتھ یعنی مٹھی سے انگلی کھولتے گئے اور آخر کار پانچ باتوں کے پورا ہوتے ہی پورا ہاتھ کھل گیا۔

اس احتمال کی اشکال درج ذیل ہیں۔

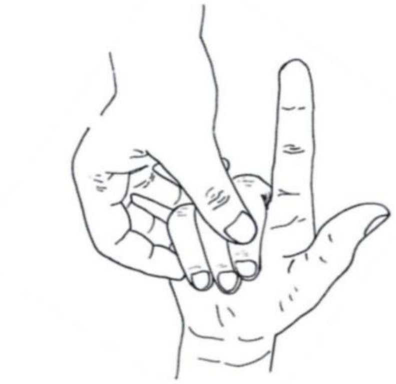

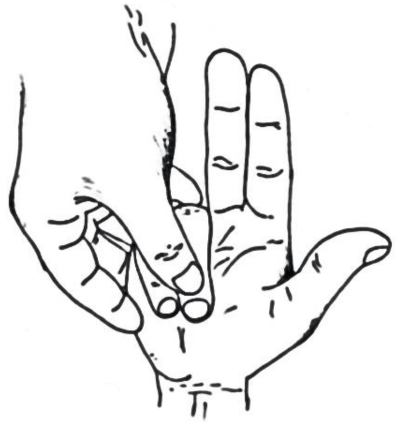

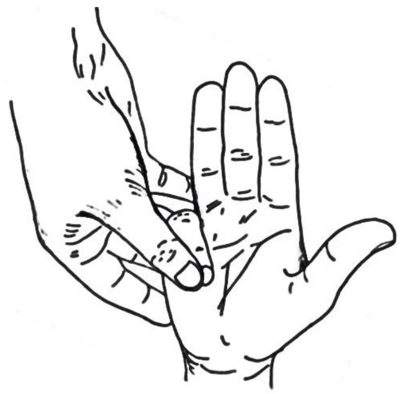

اشارہ کی ہیئت معنوی:

مخاطب کو اپنی طرف بھرپور انداز میں متوجہ کر کے بات کرنا ایک اہم امر ہے۔ جبکہ مخاطب کو مخاطب سے یہ اندیشہ یا وہم ہو کہ کہیں اس کو مکمل بات یا بات کا کچھ حصہ ذہن نشین نہ رہے گا۔ ایسے میں دوران گفتگو کچھ مخصوص محسوسات کا احساس دلایا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک انداز یہ ہے کہ مخاطب کو چھوا جائے، اس کو پکڑا جائے اور یہ بات یاد رکھوانے کے لئے کہ مکمل بات کل کتنے حصوں پر مشتمل تھی، اگر مخاطب کی انگلیوں پر ہی گنتی گنی جائے تو مخاطب بھرپور توجہ سے بات کو سنتا اور اسی وقت ذہن نشین بھی کر لیتا ہے۔[21] مذکورہ بالا روایات میں بھی کچھ اسی انداز میں رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا۔

اسی طرح اشارہ یا مخاطب کا ہاتھ پکڑنے سے قبل رسول اللہ ﷺ نے اشتہا اور شوق پیدا کرنے کا ایک اور انداز بھی اختیار فرمایا:

"من یاخذ عنی ھولاء الکلمات ؟"[22]

یعنی کون مجھ سے چند باتیں سن کر محفوظ کرے گا؟ اور عمل کرے گا یا ان لوگوں کو تعلیم دے گا جو عمل کریں۔ اور آپ ﷺ "مجھ سے کون لے گا" اس انداز میں فرمایا گویا غیر مرئی اور غیر مجسم، مجسم محسوس ہونے لگیں۔

مثال نمبر2۔ مخاطب کے سر پر ہاتھ رکھ کر قربِ قیامت کے مفہوم کو اقرب الی الفہم بنانا

حدثنا أحمد بن صالح، حدثنا أسد بن موسى، حدثنا معاوية بن صالح، حدثني ضمرة، أن ابن زغب الإيادي، حدثه قال: نزل علي عبد الله بن حوالة الأزدي، فقال لي: بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم لنغنم على أقدامنا فرجعنا، فلم نغنم شيئا، وعرف الجهد في وجوهنا فقام فينا، فقال: «اللهم لا تكلهم إلي، فأضعف عنهم، ولا تكلهم إلى أنفسهم فيعجزوا عنها، ولا تكلهم إلى الناس فيستأثروا عليهم» ثم وضع يده على رأسي، أو قال: على هامتي، ثم قال: «يا ابن حوالة، إذا رأيت الخلافة قد نزلت أرض المقدسة فقد دنت الزلازل والبلابل والأمور العظام، والساعة يومئذ أقرب من الناس من يدي هذه من رأسك»، قال أبو داود: «عبد الله بن حوالة حمصي»[23]

ترجمہ: ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسد بن موسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے معاویہ بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ضمرہ نے بیان کیا کہ بیشک ابن زغب الایادی نے ان سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عبداللہ بن حوالہ ہمارے مہمان ہوئے تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں پاپیادہ ایک غزوہ کے لئے روانہ فرمایا تاکہ ہم مال غنیمت حاصل کریں آخر کار ہم اس حال میں واپس ہوئے کہ مال غنیمت میں سے ہمیں کچھ بھی ہاتھ نہ لگا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے چہروں سے مشقت اور تھکن کے آثار محسوس فرمالئے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور یوں گویا ہوئے اے اللہ ! توان کواس طرح میرے حوالہ مت کر کہ ان کی خبر گیری سے عاجزرہ جاؤں اور خودان کوان کے حوالہ بھی مت کر کہ وہ اس سے عاجزرہ جائیں اور دوسرے لوگوں کے بھی حوالہ مت کر کہ وہ اپنے آپ کو برتر سمجھنے لگیں۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر دست مبارک رکھا یا کہا میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اے ابن حوالہ جب تو خلافت کو ارض مقدس (شام) میں اترتا دیکھے تو سمجھ لے کہ زلزلے مصائب اور حوادث قریب آگئے اور اس دن قیامت لوگوں سے اس قدر قریب ہو گی جس قدر تیرے سر سے میراہاتھ قریب ہے۔

مفہوم حدیث: اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے چہروں سے تھکاوٹ کے آثار محسوس کر کے اللہ رب العزت سے دعا کی ۔آپ ﷺ کا ایسا کرنا صحابہ کرام کی تسلی اور دلجوائی کیلئے تھا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کے سر پر یا کندھے پر ہاتھ رکھا اور ان کو قرب قیامت کا مفہوم اس اشارہ سے سمجھایا کہ جس طرح یہ میرا ہاتھ تمہارے قریب ہے اسی طرح قیامت بھی قریب ہو گی۔جب خلافت مدینہ منورہ سے ارض شام میں منتقل ہو جائے گی جیسا کہ خلافتِ بنوامیہ میں ہوا۔توبڑے بڑے فتنے اور فسادات رونما ہوں گے ۔اس وقت قیامت ایسے قریب ہو گی جیسے میرا یہ ہاتھ تمہارے قریب ہے۔

اشارے کی ہیئت صوری:

راوی کی ابہام کی وجہ سے اس اشارے کی دو مختلف اشکال سے ہیئت صوری کی وضاحت کی جاتی ہے۔

(1) وضع يده على راسي کی ہیئت صوری یہ ہے:

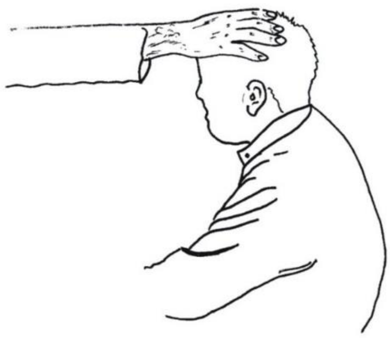

(2) او قال : هامتي کی ہیئت صوری یہ ہے:

اشارے کی ہیئت معنوی:

آپ ﷺ نے حدیث مبارکہ میں بڑے بڑے فتنوں کی نشاندھی کی ہے۔ غیر محسوس کو محسوس کے ساتھ تشبیہ دے کر اہمیت اور احساس دلانا مقصود ہے۔فرمایا کہ جب یہ صورتحال ہو جائے تو اپنا ہاتھ راوی کے سر پر رکھ کر فرمایا کہ قیامت اس سے بھی زیادہ قریب ہو گی۔

مثال نمبر3۔ مخاطب کے سینہ پر انگلیاں رکھ کر اچھائی اور برائی کی پہچان میں دل کی شہادت کے معتبر ہونے کی طرف اشارہ

حدثنا يزيد بن هارون، حدثنا حماد بن سلمة، عن الزبير أبي عبد السلام، عن أيوب بن عبد الله بن مكرز، عن وابصة بن معبد، قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا أريد أن لا أدع شيئا من البر والإثم إلا سألته عنه، وإذا عنده جمع، فذهبت أتخطى الناس، فقالوا: إليك يا وابصة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، إليك يا وابصة، فقلت: أنا وابصة، دعوني أدنو منه، فإنه من أحب الناس إلي أن أدنو منه، فقال لي: «ادن يا وابصة، ادن يا وابصة» ، فدنوت منه حتى مست ركبتي ركبته، فقال: «يا وابصة أخبرك ما جئت تسألني عنه، أو تسألني؟» فقلت: يا رسول الله فأخبرني، قال: «جئت تسألني عن البر والإثم؟» قلت: نعم، فجمع أصابعه الثلاث فجعل ينكت بها في صدري، ويقول: «يا وابصة استفت نفسك، البر ما اطمأن إليه القلب، واطمأنت إليه النفس، والإثم ما حاك في القلب، وتردد في الصدر، وإن أفتاك الناس وأفتوك»[24]

ترجمہ: ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا،انہوں نے کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا،اور انہوں نے زبیر ابو عبدالسلام سے روایت کیا،اور انہوں نے ایوب بن عبداللہ بن مکرز سے روایت کیا،اور انہوں نے وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سوال کرنے کیلئے، یہ سوچ کر آیا کہ نیکی اور بدی کے بارے میں مفصل سوال کروں گا،ان کے پاس ایک مجمع تھا، میں لوگوں کی گردنیں پھلانگنے لگا، تو لوگوں نے کہااے وابصہ ! تجھ پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کی محفل) کا خیال رکھ،وابصہ تجھ پر احتیاط لازم ہے،میں نے کہا: میں وابصہ ہوں مجھے رسول اللہ ﷺ کے قریب جانے دو، تم میں سے جو مجھے رسول اللہ ﷺ کے قریب جانے دے گا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ مجھے محبوب ہو گا۔پس رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے فرمایا:اے وابصہ قریب آجاؤ!اے وابصہ قریب آجاؤ! پس میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا، حتیٰ کہ میں نے اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں سے ملا لیے۔پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اے وابصہ ! جس چیز کا تو مجھ سے پوچھنے آیا ہے، میں تجھے اس کی خبر دے دوں یا پہلے تو مجھ سے سوال کرے گا؟پس میں نے کہااے اللہ کے رسول ﷺ بتلایئے !رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تو نیکی اور بدی کے بارے میں (تفصیل سے) پوچھنے آیا ہے ؟میں نے کہا: جی ہاں ! پس آپ ﷺ نے اپنی تین انگلیاں جمع کیں اور میرے سینے پر نشان زد کیں،اور فرمایا:اے وابصہ !اپنے جی (آپ) سے پوچھ ،نیکی وہ ہے جس پر تیرا دل مطمئن ہو جائے،اور تیرا جی مطمئن ہو جائے،اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے،اور تیرے اندر شک پیدا کرے،اور اگرچہ تو لوگوں سے (اس کے جواز کے بارے میں) پوچھے اور لوگ تجھے (اس کے جائز ہونے کا) کہہ بھی دیں۔

مفہوم حدیث:

اس روایت کو ضعیف قرار دیا گیاہے۔کیونکہ زبیر اور ایوب کے درمیان انقطاع ہے۔اور امام دار قطنی اور ابن حبان نے زبیر کو ضعیف قرار دیا ہے[25]۔یہ روایت حضرت وابصہ کے علاوہ حضرت یونس بن سمعان انصاری سے بھی

منقول ہے۔اس حدیث کے متعدد طرق منقول ہیں اور بعض طرق اس کے جید ہیں جن کو امام احمد بن حنبل اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بیان کیاہے۔اس روایت میں حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ خود اپناواقعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہواتا کہ سوال کر سکوں کہ نیکی کیاہے اور بدی کیاہے۔آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کی تین انگلیاں میرے سینے پر رکھ کر نشان زدہ کیں اور فرمایا نیکی وہ ہے جس سے تیرا دل مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے ،اگرچہ لوگ اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیں۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایااستفتِ نفسک یعنی اے وابصہ اپنے آپ سے پوچھ لے۔جیسا کہ طریق زیر بحث کے الفاظ ہیں اور بعض طریق میں آپ ﷺ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔"استفت قلبک واستفت نفسک ، استفت قلبک واستفت نفسک "یعنی آپ ﷺ نے فرمایا:اے وابصہ اپنے دل اور اپنے آپ سے پوچھ۔اے وابصہ اپنے دل اور اپنے آپ سے پوچھ۔

حضرت وابصہ کہتے ہیں کہ نیکی اور بدی کی جو بھی بات ہوتی ،میں آپ ﷺ سے پوچھا کرتا تھا۔میں آپ ﷺ کے پاس آیا جم غفیر تھامیں آگے جانے لگالوگوں نے مجھے روک لیامیں نے کہا مجھے آپ ﷺ کے پاس جانے دو آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا:وابصہ کو آنے دو۔میں آپ ﷺ کے قریب جا کر بیٹھ گیاآپ ﷺ نے فرمایا کہ اۓ وابصہ !تم سوال کروگے یامیں تمہیں خود خبر دوں جو تم پوچھنے آئے ہو؟۔

میں نے عرض کیا بتائیں !آپ ﷺ نے فرمایا:تو آیا نیکی اور گناہ کے بارے پوچھنے کے لئے میں نے کہا جی ہاں !آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو جمع کر کے میرے سینے میں گاڑ دیا۔اور فرمایا:اۓ وابصہ !اپنے دل سے پوچھ ،اپنے دل سے پوچھ ،اپنے دل سے پوچھ۔پھر فرمایا نیکی وہ ہے جس سے تیرا دل مطمئن ہو۔گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے ، اگرچہ لوگ اسکے جائز ہونے کا فتویٰ دیں۔

اشارے کی ہیئت صوری:

اس روایت کے مختلف طرق میں ایک اور فرق بھی ہے بعض طرق میں الفاظ ہیں"فجعل ینکت بھا فی صدری"جیسا کہ زیر بحث طریق میں الفاظ ہیں کہ نکت ینکت ، باب نصر ینصر کے معنی ہیں لکڑی وغیرہ سے زمین کو کریدنا۔یعنی آپ ﷺ نے تین انگلیاں حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر رکھیں اور ان کو اس طرح حرکت دی جیسا کہ لکڑی سے زمین کو آہستہ سے کریدا جاتا ہے۔

جیسا کہ درج ذیل شکل سے واضح ہے۔

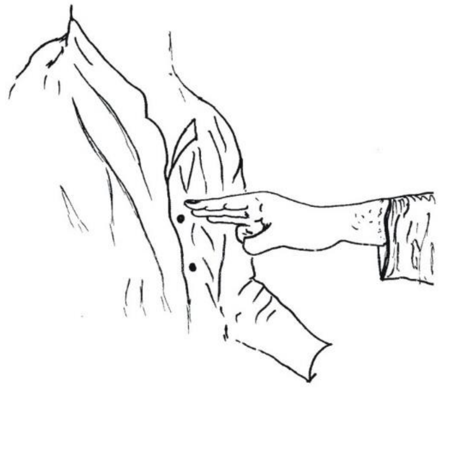

جبکہ معجم الکبیر، طبرانی میں ایک طریق کے الفاظ ہیں "فجعل ینکث بھن فی صدری "کہ نکث ینکث باب نصر بمعنی رسی کے بل کھولنا۔ یعنی آپ ﷺ نے ہاتھ کی تمام انگلیاں جمع کر کے حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر رکھیں اور ان کو اسطرح حرکت دی جیسا کہ رسی کے بل کھولنے کے لئے دائیں سے بائیں انگلیاں گھمائیں جاتی ہیں۔اس کی ہیئت صوری درج ذیل شکل سے واضح ہے۔

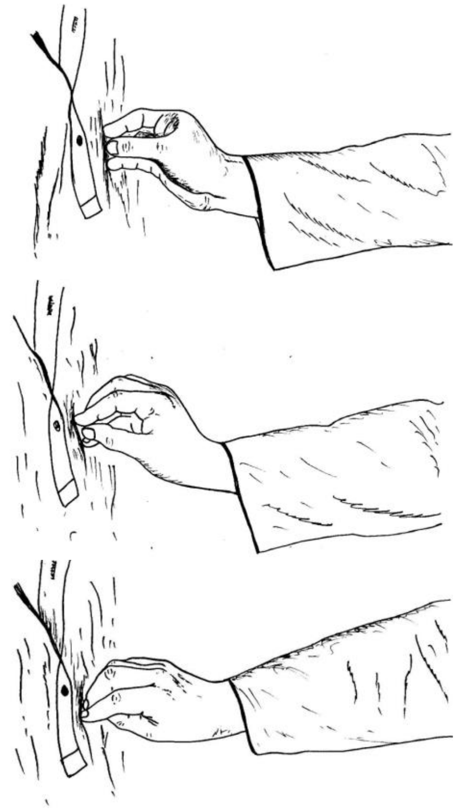

اشارے کی ہیئت معنوی:

آپ ﷺ نے نیکی اور گناہ کی حقیقت سمجھانے کے لئے بلیغ انداز اختیار فرمایا۔اپنے ہاتھ کی تین انگلیاں ملا کر سائل (وابصہ رضی اللہ عنہ) کے سینے میں پیوست کر دیں اور پھر حقیقتِ بِر اور اِثم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان دونوں کا تعلق دل کے ساتھ ہے جس دل پر آپ ﷺ نے انگلیاں لگا رکھی تھیں ۔انسان جب ابتداء میں گناہ کرتا ہے تو دل میں کھٹکتا ہے جب گناہ کثیر ہو جائیں تو دل سیاہ ہو جاتا ہے "کذا فی القرآن :کلا بل ران علی قلوبھم ماکانو ا یکسبون "جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے پھر نیکی اور بدی کی تمیز نہیں رہتی۔

سیرت طیبہ سے غیر لسانی مواصلات کی قسم Kinesics کی مثالیں

مثال نمبر 1۔دونوں ہاتھوں سے ایک ماہ میں دنوں کی تعداد کو بتانا

حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا أبو أسامة، حدثنا عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله عنهما، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر رمضان، فضرب بيديه فقال: «الشهر هكذا، وهكذا، وهكذا – ثم عقد إبهامه في الثالثة – فصوموا لرؤيته، وأفطروا لرؤيته، فإن أغمي عليكم فاقدروا له ثلاثين»[26]

ترجمہ: ہم سے ابو بکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نافع کے واسطے سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک کا ذکر کیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کر کے فرمایا یہ مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح ہے اور اس طرح ہے پھر تیسری مرتبہ میں اپنے انگوٹھے کو بند کیا پھر فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزے رکھو اور افطار (عید) کرو چاند دیکھ کر اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تم پر تیس روزے کی تعداد پوری کرنا لازم ہے۔

مفہوم حدیث:

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے ایک اشارہ کیا۔ اشارے کا تعلق مہینے کے دنوں کی گنتی سے ہے۔ دونوں ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ اشارہ فرمایا، پہلے دو مرتبہ میں دونوں ہاتھوں کی تمام انگلیاں سامعین کے سامنے کھول دیں، اور تیسری مرتبہ میں ایک ہاتھ کا ایک انگوٹھا بند کر کے اس طرف اشارہ دیا کہ مہینہ انتیس دنوں کا ہوتا ہے۔ ساتھ ہی آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا کہ اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس کی گنتی کو پورا کر لیا جائے۔

اشارے کی ہیئت صوری:

حدیث مبارکہ کے مختلف طرق کا مطالعہ بتاتا ہے کہ مہینے کی تعداد بتانے کے لئے اشارہ ایک نہیں دو ہیں۔ ایک اشارے میں تین بار ہاتھوں کی تمام انگلیوں کو کھولا گیا اور مہینے میں دنوں کی تعداد تیس بتائی گئی۔ جبکہ دوسرے اشارے میں دو بار ہاتھوں کی تمام انگلیوں کو کھولا گیا اور تیسری بار انگوٹھے کے علاوہ بقیہ تمام انگلیوں کو کھولا گیا اور یوں مہینے میں دنوں کی تعداد انتیس بتائی گئی۔[27]

پہلے اشارے کی کیفیت درج ذیل صورت سے واضح ہوتی ہے۔

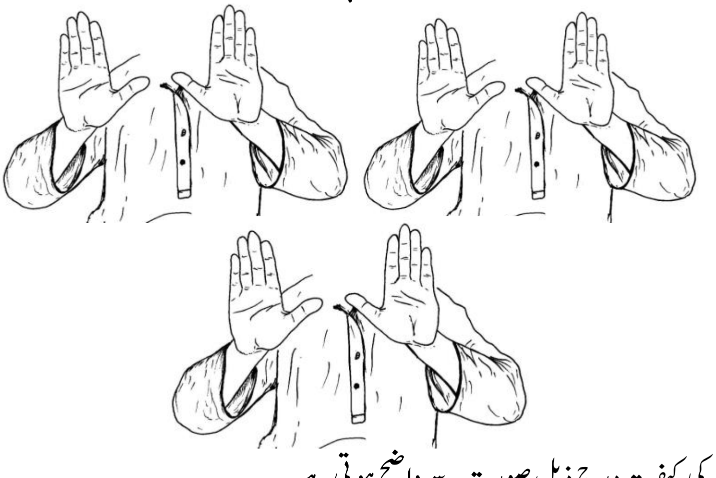

دوسرے اشارے کی کیفیت درج ذیل صورت سے واضح ہوتی ہے۔

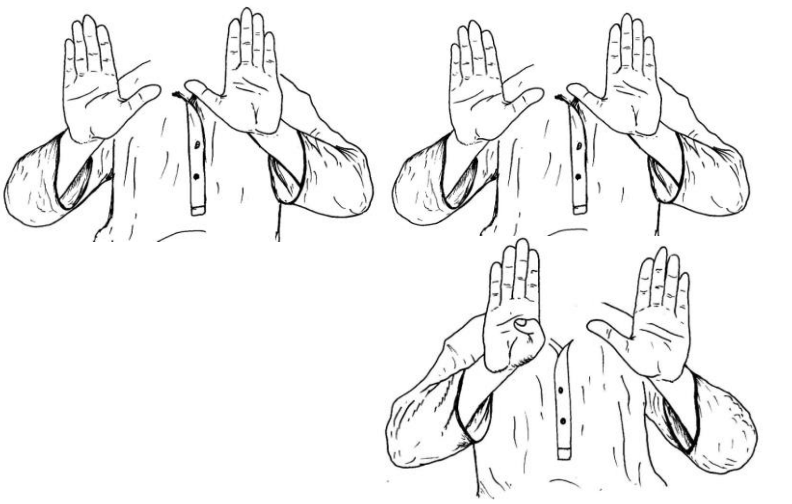

اشارے کی ہیئت معنوی:

اہل عرب کا معاشرہ مطلقاً امیوں کا معاشرہ شمار ہوتا تھا۔اور من حیث القوم لکھنے ،پڑھنے اور حساب کتاب رکھنے کا کوئی باقاعدہ رواج نہ تھا۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے بھی اس کی صراحت ملتی ہے "انا امۃ امیۃ لانکتب ولانحسب "۔اس پس منظر میں آپ ﷺ کا یہ اشارہ انتہائی فصاحت و بلاغت پر مشتمل ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے معاشرے میں ایسے لوگوں کو مہینے کے دنوں کی گنتی قائم رکھنے کی اہمیت اجاگر کی اور ایسے امی لوگوں کو ہاتھ کی انگلیوں پر گن کر مہینے کی گنتی کا اصول بتلادیا کہ مہینہ یا انتیس دنوں کا ہوتا ہے یا تیس دن کا۔اگر انتیس کی گنتی پوری ہو کر مطلع ابر آلود ہو تو احتیاطاً تیس کا شمار کیا جائے۔

مثال نمبر2۔انگلیوں کے ساتھ حلقہ بنا کر سد ذوالقرنین میں رخنہ پڑنے کو بیان کرنا

حدثنا أبو اليمان، أخبرنا شعيب، عن الزهري، ح وحدثنا إسماعيل، حدثني أخي، عن سليمان، عن محمد بن أبي عتيق، عن ابن شهاب، عن عروة بن الزبير، أن زينب بنت أبي سلمة، حدثته عن أم حبيبة بنت أبي سفيان، عن زينب بنت جحش: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل عليها يوما فزعا يقول: «لا إله إلا الله، ويل للعرب من شر قد اقترب فتح اليوم من ردم يأجوج ومأجوج مثل هذه، وحلق بإصبعيه الإبهام والتي تليها»، قالت زينب بنت جحش: فقلت: يا رسول الله أفنهلك وفينا الصالحون؟ قال: «نعم إذا كثر الخبث»[28]

ترجمہ: ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا اور کہا ہم کو شعیب نے زہری کے واسطے سے خبر دی ، تحویل (نئی سند) اور امام بخاری نے کہا کہ ہم سے اسماعیل نے بیان کیا ، انہوں نے کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے ، سلیمان بن بلال کے واسطے سے روایت کیا ، جنہوں نے محمد بن ابی عتیق سے اور انہوں نے ، ابن شہاب اور ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے روایت کیا کہ زینب بنت ابی سلمہ نے ان کو ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہم کے واسطے سے بیان کیااور انہوں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے داخل ہوئے ، آپ ﷺ لا الہ الا اللہ کا ورد فرمارہے تھے۔آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ تباہی ہے عربوں کے لیے بسبب اس برائی کے جو قریب آ چکی ہے ۔آج یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اتنا کھل گیا ہے اور آپ نے اپنے انگوٹھے اور اس کی قریب والی انگلی کو ملا کر ایک حلقہ بنایا۔اتنا سن کر زینب بن جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول

اللہ ﷺ ! تو کیا ہم اس کے باوجود ہلاک ہو جائیں گے کہ ہم میں نیک صالح لوگ بھی زندہ ہوں گے ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جب برائی بہت بڑھ (غالب آجائے گی۔

مفہوم حدیث:

یہ حدیث مبارکہ مندرجہ ذیل صحابہ اور صحابیات سے مروی ہے۔

اسماء گرامی: حضرت زینب بنت جحش[29]، حضرت ابو ہریرہ[30]، حضرت حذیفہ بن اسید، حضرت نواس بن سمعان، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت اسلم۔ حضرت قتادہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہافرماتی ہیں کہ آپ ﷺ میرے پاس گھبرائے ہوئے داخل ہوئے ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تباہی ہے عربوں کے لئے اس برائی سے جو قریب آچکی ہے آج یاجوج اور ماجوج کی دیوار سے اتنا کھل گیااور آپ ﷺ نے اپنے انگوٹھے اور قریب والی انگلی کو ملا کر حلقہ بنایا۔ یہ بات سن کر حضرت زینب نے تعجباً عرض کیا کہ نیک لوگوں کے موجود ہوتے ہوئے بھی ہم ہلاک ہو جائیں گے !آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب بُرائی بہت بڑھ (غالب آجائے گی)۔

اشارے کی ہیئت صوری:

اس اشارے کی ہیئت صوری کو سمجھنے کیلئے درج ذیل طرق پیش کیے جاتے ہیں۔

(1)وحلق ابهامه بالتی تلیها۔[31]

(2)حلق وعقد عشر۔[32]

(3)مثل هذا وعقد بیده تسعین۔[33]

(4)وهو عاقد باصبعیه السبابة بالابهام۔[34]

(5)مثل هذا وعقد سبعین و عشرة سواء۔[35]

(6)وعقد عشر قالت لا ادری امثل الحلقة او مثل الانملة۔[36]

(7)وحلق باصبعین۔[37]

(8)وعقد سفیان تسعین أو مائة[38]

اس روایت کے متعدد طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جو اشارہ کیا مختلف رواۃ نے اس اشارے کی ہیئت کو مختلف نمبروں کی اشکال پر محمول کیا۔90،70،10،100 وغیرہ کے اعداد بیان کیے گئے ہیں۔ان متعدد طرق کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک حلقہ بناکر سد ذوالقرنین میں پیدا ہونے والے ابتدائی رخنہ کو بیان کیا [39]۔یہ بات طے ہے کہ اشارہ بنیادی طور پر انگوٹھے اور انگشت شہادت سے کیا گیا ہے۔البتہ ان دو انگلیوں کے علاوہ بقیہ انگلیوں کا استعمال عادۃً ہوا ہوگا۔اور ان کے استعمال سے وہ مخصوص شکلیں بنی جن کا مختلف رواۃ نے تذکرہ کیا اس میں جو عشر، سبعین اور تسعین کے الفاظ ہیں وہ آپ ﷺ نے بیان نہیں فرمائے۔

ولیس فیه انه ﷺ قال هذه تسعون او عدد تسعین (او عشر) بل الراوی سمی صورة مافعله بذالک

،وهذا الحدیث دل علیٰ انه قد فتح منه قدر لطیف وهو علامة قریب فتحه۔

وقال الراوی فی روایة سفیان یعنی جعل طرف السبابة من وسط الابهام "۔[40]

جبکہ طریق نمبر 2 اور 6 میں عدد 10 بنانے کا تذکرہ ہے ۔عدد 10 کی ہیئت صوری کی کیفیت کے متعلق علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں "این یجعل طرف السبابة الیمنی فی باطن طی عقدة ابهام العلیا"[41]یعنی ہاتھ کی شہادت کی انگلی کے کنارے کو

انگوٹھے کے اوپر والے پورے کے اندرونی حصے کے موڑ یا نشان میں رکھنا۔اس کی ہیئت صوری درج ذیل شکل سے واضح کی جاسکتی ہے۔

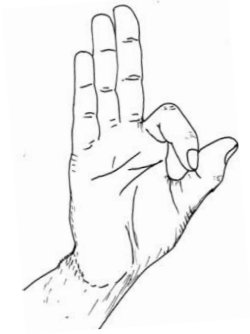

اسی طرح طریق نمبر 5 میں عدد 70 کا تذکرہ ہے جس کی صورت عشر یعنی دس والے طریق سے مشابہ ہے۔عدد 70 کی ہیئت صوری کی کیفیت کے متعلق علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں "ان یجعل طرف ظفر الابھام بین عقدتی السبابۃ من باطنہا ویلوی طرف السبابہ علیہا مثل الناقد الدینار ناقدالدینار عندالنقد "[42]۔یعنی انگوٹھے کے ناخن کے کنارے کو شہادت والی انگلی کے اوپر والے دو پوروں کے درمیان اندرونی طرف سے اس طرح رکھنا کہ شہادت کی انگلی کو انگوٹھے پر اس طرح موڑا گیا ہو جیسے دینار کو پرکھنے والا دینار کو پرکھنے کے وقت ہیئت بناتا ہے۔وہ درج ذیل شکل سے واضح ہے۔
طریق نمبر 3 میں 90 کے عدد کا تذکرہ ہے۔عدد 90 کی ہیئت صوری کی کیفیت کے متعلق علامہ ابن حجرؒ فرماتے

ہیں۔"ان یجعل طرف السبابۃ الیمنی فی اصلھا ویضمھا ضماً محکماً بحیث تنطوی عقدتاھا حتی تصیر مثل الحیۃ المطوقۃ"[43]۔
یعنی دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کے کنارے کو انگلی کی جڑ کی طرف ایسے طور پر موڑ کر ملانا کہ انگلی کے دونوں پورے یوں لپٹ جائیں جیسے کنڈلی مارے ہوئے سانپ گردن نکالے ہوئے ہوتا ہے۔

جس کی صورت درج ذیل شکل سے واضح ہے۔

طریق نمبر 8 میں 100 کے عدد کا تذکرہ ہے۔عدد 100 کی ہیئت صوری کی کیفیت کے متعلق علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔"وعقد المائة مثل عقد التسعین لکن بالخنصر الیسری "مائۃ کی ہیئت صوری بالکل تسعین والی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ تسعین میں شہادت کی انگلی جبکہ مائۃ میں چھوٹی انگلی ہوتی ہے۔

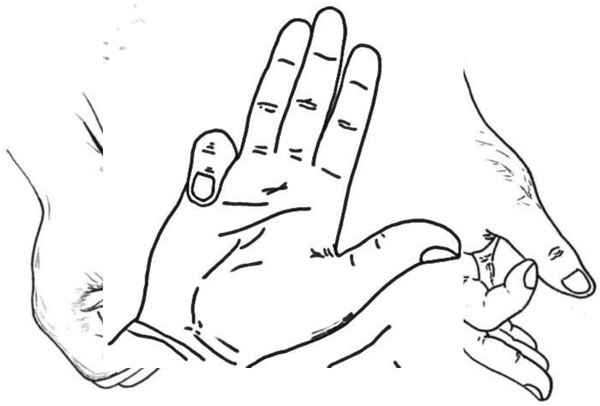

انگلی شہادت کا کنارہ انگوٹھے کے درمیان۔اس کی صورت درج ذیل دواشکال سے واضح ہے۔
طریق نمبر 7،4،1 کا اطلاق مصورہ بالا دوسری شکل پر کیا جاسکتا ہے۔
دوسری جگہ یوں وضاحت ہے "بان یجعل راس السبابۃ فی اصل الابھام ویضمھا حتی لایبقی بینھما الاخلل "۔[44]

یعنی انگشت شہادت کو انگوٹھے کی جڑ میں رکھ دیا۔ جس کی صورت یہ ہے۔

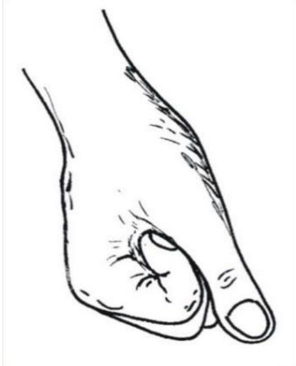

اشارے کی ہیئت معنوی:۔

اس حدیث مبارکہ میں سید ذوالقرنین میں انگلی اور انگوٹھے کے بنائے ہوئے حلقہ کی مقدار رخنہ پیدا ہونے کا ذکر تمثیلی ہے۔ یعنی یہ مقصد نہیں کہ واقعی اتنا چھوٹا سا رخنہ پیدا ہو چکا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سید ذوالقرنین کے استحکام کی مدت ختم ہو گئی ہے اور اب اس میں رخنہ پڑنے کی ابتداء ہو چکی ہے۔ گویا اب وہ آہستہ آہستہ شکست و ریخت کا شکار ہو جائے گی گویا یہ رخنہ عرب کی طاقت میں جلد رخنہ پڑ جانے کیلئے ہے چنانچہ یہ فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے شروع ہو کر مختلف فتنوں کے بعد چند صدیوں میں قریشی حکومت کی ہلاکت و تباہی پر جا کر ٹھہرا۔ "ويل للعرب " سے اسی نتیجہ کا اظہار ہے جو عرب حکومت کے خاتمہ پر منتج ہوا۔ اور تاتاری فتنہ کی صورت میں عباسی خلیفہ اور قریشی حکومت کے استیصال کا باعث ہوئی۔

مثال نمبر3۔ ہاتھ کی پانچ انگلیوں اور مٹھی کے ذریعے ابن آدم اس کی موت اور اس کی امیدوں کی طرف اشارہ

حدثنا يزيد، أخبرنا حماد بن سلمة، عن عبيد الله بن أبي بكر، عن أنس بن مالك، أن رسول صلى الله عليه وسلم، جمع أصابعه فوضعها على الأرض، فقال: «هذا ابن آدم» ، ثم رفعها فوضعها خلف ذلك قليلا، وقال: «هذا أجله» ، ثم رمى بيده أمامه قال: «وثم أمله»[45]

ترجمہ: ہم سے یزید نے بیان کیا کہا کہ ہمیں حماد بن سلمہ نے خبر دی کہ انہوں نے عبید اللہ بن ابو بکر سے روایت کی اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو جمع کیا پھر ان کو زمین

پہ رکھااور فرمایا یہ ابن آدم ہے، پھر انہوں نے ان نگلیوں کو اٹھایا پھر اس کے پیچھے تھوڑے فاصلے پر انگلیوں کو دوبارہ رکھ دیا اور فرمایا یہ اس کی موت ہے، پھر اپنے آگے ہاتھ کے اشارے سے نیزے کے پھینکنے کی طرح اشارہ کیا اور پھر فرمایا یہ اس کی خواہشیں ہیں۔

مفہوم حدیث:

یہ حدیث مبارکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں حضور اقدس ﷺ نے انسان، اس کی موت اور اس کی امیدوں کو ایک خوبصورت انداز میں پیش کیا۔ اسی طرح کا مفہوم حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے[46] اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مفہوم کی روایت مروی ہے۔ البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت میں زمین پر خطوط کھینچ کر اس مفہوم کو سمجھایا گیا۔ جبکہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں کنکریوں کو استعمال کر کے اس مضمون کو حاضرین کے لئے اوقع فی الذہن کیا گیا۔[47] یہ دونوں روایات بالتفصیل باب سوم میں آرہی ہیں۔

اشارے کی ہیئت صوری:

اس حدیث مبارکہ میں تین اشارے ہیں۔ دو اشارے ایک جیسے ہیں جبکہ تیسرا اشارہ پہلے دو سے یکسر مختلف اور جدا ہے۔ پہلے دو اشاروں کی ہیئت صوری اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے غالب گمان کے مطابق اپنے داہنے ہاتھ کی پانچ انگلیوں کے سروں کو باہم ملا لیا۔ اور آپ ﷺ نے وہ ہاتھ اپنے سامنے زمین پر رکھ دیا۔ اور اس سے انسان مراد لیا کہ یہ انسان ہے پھر وہی ہاتھ اٹھایا اور بلا کھولے اس مقام سے قدرے پیچھے زمین پر رکھ دیا اور اس سے انسان کی موت مراد لیا۔ گویا موت انسان کے پیچھے لگی ہے۔ یہ دونوں اشارے ہیئت صوری میں یکسانیت رکھتے ہیں۔

پہلے دو اشاروں کی صورت درج ذیل ہے۔

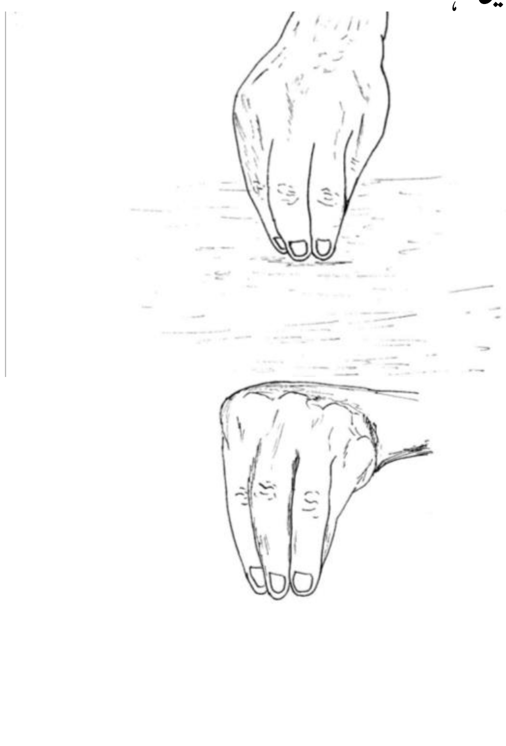

تیسرا اشارہ نیزہ پھینکنے والے کی بند مٹھی کی طرح کیا گیا۔جو بند مٹھی ہاتھ کو پیچھے سے لاتے ہوئے آگے لا کر کھول دی جاتی ہے گویا کہ نیزہ دور پھینک دیا گیا اور اس سے مراد انسان کی لمبی لمبی امیدیں ہیں۔اس اشارے کی ہیئت صوری درج ذیل شکل سے واضح ہے۔

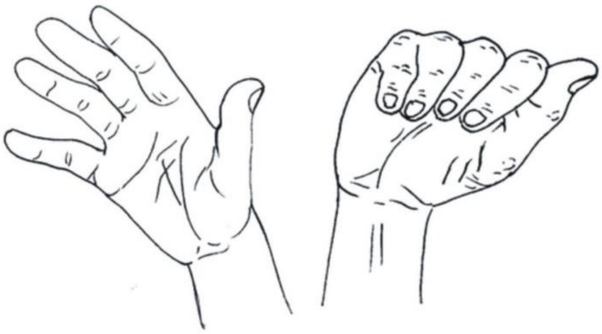

اشارہ کی ہیئت معنوی:

اس روایت مبارکہ میں بہت خوبصورت انداز میں مجسم اور غیر مجسم چیزوں کو ایک ہی مثال میں اشارے سے بیان کیا گیا ہے۔ابن آدم مجسم ہے اور اس کی موت اور امیدیں غیر مجسم ہیں۔آپ ﷺ نے ایک ہی ہاتھ کی پانچ انگلیوں کو جمع کر کے زمین پر رکھا اور مرادی طور پر اس سے انسان مراد لیا، کہ یہ انسان ہے۔اس کے بعد ہاتھ کو اسی حالت میں اٹھایا اور اس مقام سے قدرے پیچھے کر کے دوبارہ ہاتھ زمین پر رکھا اور مرادی طور پر اسے ابن آدم کی موت مراد لی۔جو اس کے پیچھے لگی رہتی ہے اور جس کا ایک وقت متعین ہے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا جیسے کہ کوئی نیزہ بردار نیزہ پھینکتا ہے۔اور اس کی حد درجہ کوشش ہوتی ہے کہ نیزہ دور سے دور جا گرے۔آپ ﷺ نے اس اشارہ سے مرادی طور پر انسان کی لمبی لمبی امیدیں مراد لیں کہ موت انسان کے سر پر ہے اور انسان اپنی زندگی کی امیدیں لئے اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں محو ہے۔

مثال نمبر 4۔انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر اتحاد، تعاون اور مضبوطی کیطرف اشارہ

حدثنا محمد بن يوسف، حدثنا سفيان، عن أبي بردة بريد بن أبي بردة، قال: أخبرني جدي أبو بردة، عن أبيه أبي موسى، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:

«المؤمن للمؤمن كالبنيان، يشد بعضه بعضا» ثم شبك بين أصابعه. وكان النبي صلى الله عليه وسلم جالسا، إذ جاء رجل يسأل، أو طالب حاجة، أقبل علينا بوجهه فقال: «اشفعوا فلتؤجروا، وليقض الله على لسان نبيه ما شاء»[48]

ترجمہ: ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوبردہ.برید بن ابی.بردہ نے کہا کہ مجھے میرے دادا ابوبردہ نے خبر دی، ان سے ان کے والد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اس طرح ہے جیسے عمارت، کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے رہتا ہے (گرنے نہیں دیتا) پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال لیا۔آپ ﷺ ابھی تشریف فرما ہی تھے کہ ایک شخص آیا اس حال میں کہ وہ سوال کر رہا تھا یا کوئی ضرورت پوری کرنے کا مطالبہ کر رہا تھا۔تو آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: سائل کی حاجت پوری کرنے میں تم واسطہ بنو اور اجر حاصل کرو اور اللہ جو چاہتا ہے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے فیصلہ کراتا ہے۔

مفہوم حدیث:

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اشارہ نقل کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف میں یہ روایت حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبکہ معجم الاوسط میں اسی طرح کا مفہوم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔[49] بہر حال دونوں طریق سے ہاتھ کی انگلیوں میں تشبیک پیدا کر کے اتحاد، تعاون اور مضبوطی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اشارے کی ہیئت صوری:

روایت میں بیان کیا گیا اشارہ ذیل میں دی گئی صورت سے مشابہ ہے:[50]

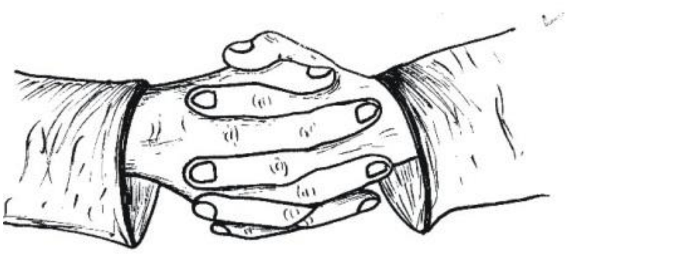

اشارے کی ہیئت معنوی:

تشبیک کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ایک دوسرے کے اندر ڈال کر مضبوطی سے پکڑ لینا۔رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کے اس اشارے کو اتحاد، تراحم اور یکجہتی کے استعارے کے طور پر استعمال کیا ہے۔جس طرح ایک عمارت کے بعض حصے بعض حصوں کے ساتھ باہم پیوست ہوتے ہیں اور ان کی یہ پیوستگی مجموعی طور پر عمارت کی مضبوطی کا سبب بنتی ہے اسی طرح انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر مضبوطی اور باہمی یگانگت کو سامعین کے لئے ایک حد تک مرئی اور قابل دید بنا دیا گیا۔یعنی سامعین کی آسانی کیلئے نبی ﷺ نے اوّلاً مؤمنین کی مودّۃ کو مضبوط عمارت کے ساتھ قولی تشبیہ کے طور پر بیان فرمایا۔پھر ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر علی وجہ الاتم سامعین پر اپنے مدعا کو واضح فرما دیا کہ جس طرح ایک ہاتھ کی انگلیاں متعدد ہونے کے باوجود اصل واحد کی طرف لوٹتی ہیں اسی طرح اہل ایمان اگرچہ اشخاص کے لحاظ سے متعدد ہیں لیکن ان کی اصل نسب اور ایمان کے اعتبار سے ایک ہی ہے یعنی نوح و آدم علیہما السلام۔[51]

مثال نمبر 5۔انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر لوگوں کے باہمی اختلافات کی طرف اشارہ

حدثنا القعنبي، أن عبد العزيز بن أبي حازم، حدثهم، عن أبيه، عن عمارة بن عمرو، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «كيف بكم وبزمان» أو «يوشك أن يأتي زمان يغربل الناس فيه غربلة، تبقى حثالة من الناس، قد مرجت عهودهم، وأماناتهم، واختلفوا ، فكانوا هكذا» وشبك بين أصابعه، فقالوا: وكيف بنا يا رسول الله؟ قال: «تأخذون ما تعرفون، وتذرون ما تنكرون، وتقبلون على أمر خاصتكم، وتذرون أمر عامتكم» قال أبو داود: «هكذا روي عن عبد الله بن عمرو، عن النبي صلى الله عليه وسلم، من غير وجه»[52]

ترجمہ: ہم سے قعنبی نے بیان کیا، کہ بیشک عبدالعزیز بن ابو حازم نے اپنے والد ابو حازم سے اُن (قعنبی وغیرہ) کو بیان کیا کہ ان کے والد ابو حازم نے عمارہ ابن عمرو سے روایت کیااور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارااس زمانہ میں کیا حال ہوگا (یایوں فرمایا) کہ قریب ہے ایسازمانہ آجائے کہ لوگ اس میں چھانے جائیں گے (چھلنی میں چھاننا) اور ان میں جو گندے ہیں بھوسے کی طرح وہ رہ جائیں گے (اچھے لوگ اٹھ جائیں گے) جن کے عہد ٹوٹ جائیں گے اور ان کی امانتوں میں خیانت ہوگی (بدعہدی اور خیانت کریں گے) اور اختلاف کیا کریں گے ،آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ملادیا کہ اس طرح آپس میں اختلاف کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کیسے رہیں اس وقت؟فرمایا کہ جس کو تم اچھا سمجھتے ہو اسے پکڑے رہو اور جسے برا سمجھتے ہو اسے چھوڑ دو اپنے خاص خاص لوگوں کے معاملات کی طرف متوجہ رہو۔ اور اپنی عوام کے معاملات کو چھوڑ دو۔اور ابوداؤد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے یہی بات رسول اللہ ﷺ سے کسی اور طریق سے بھی روایت کی ہے۔

مفہوم حدیث:

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارااس زمانے میں کیا حال ہوگا جب لوگ چھانے جائیں گے۔اور ان میں سے جو گندے ہیں وہ رہ جائیں گے جو بدعہدی اور خیانت کرنے والے ہوں گے اور اختلاف کرنے والے ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ملادیا کہ اس طرح آپس میں اختلاف کریں گے۔ حضرات صحابہ کرام نے عرض کیااس وقت ہم کیسے رہیں گے؟آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو تم اچھا سمجھتے ہو اسے پکڑے رہو اور جسے بُرا سمجھتے ہو اسے چھوڑ دو۔اور اپنے خاص خاص لوگوں کے معاملات کی طرف متوجہ رہو اور اپنی عوام کو چھوڑ دو۔

اشارے کی ہیئت صوری:

آپ ﷺ نے فرمایا: "واختلفوا فکانواھکذا وشبک بین اصابعہ "۔[53] یعنی: وہ آپس میں اختلاف کریں گے اور آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بتایا۔دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں"وکانوا ھکذا وشبک انامله۔ جبکہ شارح تشبیک کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں اشار الیہ من دخول الاصابع بعضھا فی البعض "۔[54] یعنی بعض انگلیوں کو بعض میں داخل کیا۔جس کی یہ تمام صورتیں ممکن ہیں۔

یہ ہیئت صوری ان لوگوں کے باہم اختلاف پر دلالت کرتی ہے۔

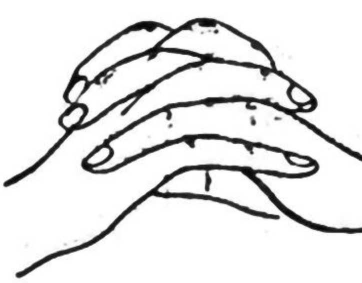

اشارے کی ہیئت معنوی:

آپ ﷺ اس حدیث مبارک میں فرمارہے ہیں کہ اچھے لوگ ختم اور بُرے لوگ باقی رہیں گے۔اور اس بات کو مثال کے ذریعے واضح فرمایا کہ جس طرح ایک آٹا چھاننے والی آٹے کو چھانتی ہے تو اچھا آٹا سوراخ سے گزر جاتا ہے اور جو گندا اور خراب ہوتا ہے وہ باقی رہتا ہے اس طرح فرمایا کہ بُرے لوگ بدعہدی اور خیانت کرنے والے باقی رہ جائیں گے۔اور پھر آپ ﷺ نے تشبیک بین الاصابع کر کے فرمایا کہ اس طرح وہ ایک دوسرے سے جھگڑا کریں گے اور باہم دست و گریباں ہوں گے۔

سیرت طیبہ سے غیر لسانی مواصلات Proxemics کی مثالیں

مثال نمبر1۔حلقہ بنا کر بیٹھنے کی طرف اشارہ کرنا

حدثنا مسدد، حدثنا جعفر بن سليمان، عن المعلى بن زياد، عن العلاء بن بشير المزني، عن أبي الصديق الناجي، عن أبي سعيد الخدري، قال: جلست في عصابة من ضعفاء المهاجرين وإن بعضهم ليستتر ببعض من العري، وقارئ يقرأ علينا إذ جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام علينا، فلما قام رسول الله صلى الله عليه وسلم سكت القارئ، فسلم، ثم قال: «ما كنتم تصنعون؟» قلنا: يا رسول الله، إنه كان قارئ لنا يقرأ علينا، فكنا نستمع إلى كتاب الله، قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الحمد لله الذي جعل من أمتي من أمرت أن أصبر نفسي معهم» قال: فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم وسطنا ليعدل بنفسه فينا، ثم قال: بيده هكذا، فتحلقوا وبرزت وجوههم، له قال: فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم عرف منهم أحدا غيري، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أبشروا يا معشر صعاليك المهاجرين بالنور التام يوم القيامة، تدخلون الجنة قبل أغنياء الناس بنصف يوم وذاك خمس مائة سنة»[55]

ترجمہ: ہم سے مسدد نے بیان کیا،فرمایا کہ ہم سے جعفر بن سلیمان نے بیان کیا اور انہوں نے معلیٰ بن زیاد سے روایت کیا،اور انہوں نے علاء بن بشیر المزنی سے روایت کیا،انہوں نے ابوصدیق ناجی سے روایت کیا،اور انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ کمزور و غریب مہاجرین کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا اور (ان کی فقر و غربت کا یہ عالم تھا) ان میں سے کچھ لوگ دوسرے لوگوں سے بسبب ستر پورا نہ ہونے کے پردہ کر رہے تھے اور ایک قاری، قرآن کی تلاوت ہم پر کر رہا تھا کہ اچانک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے۔تو وہ قاری خاموش ہو گئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ ہم نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیشک وہ شخص ہمارا قاری ہے اور ہم پر قرآن کی تلاوت کر رہا تھا اور ہم اللہ کی کتاب سن رہے تھے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ کے

لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ بنائے کہ جن کے ساتھ مجھے صبر کرنے کا حکم دیا گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان میں بیٹھ گئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو برابر رکھیں، ہمارے درمیان ہر طرف سے (کوئی یہ نہ سمجھے کہ مجھ سے دور ہیں) اس کے بعد آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اس طرح (حلقہ بنا کر بیٹھنے کا) چنانچہ سب لوگ حلقہ بنا کر بیٹھ گئے ،اس طرح کہ سب کے چہرے آپ ﷺ کے سامنے آگئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے ان میں سے میرے علاوہ کسی کو نہ پہچانا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے فقراء مہاجرین کی جماعت ! تمہیں قیامت کے دن ایک کامل نور کی بشارت ہو، تم لوگ مالداروں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو گے اور وہ آدھا دن پانچ سو سال کا ہو گا۔

مفہوم حدیث:

یہ روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جو خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ غریب و فقیر مہاجرین کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی اور ایک صاحب قرآن پاک کی تلاوت سے ہمیں مسرور کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ قاری صاحب آپ ﷺ کو آتا دیکھ کر خاموش ہوئے تو آپ ﷺ نے سلام کیا اور استفسار کیا کہ کیا کر رہے ہو؟ جب کہ ہماری غربی کا عالم یہ تھا کہ ہم میں سے بعض لوگوں کے بدن پر کپڑا بھی پورا نہ تھا۔ شرم و حیا کی وجہ سے مفلس لوگ خود کو دوسروں میں گھسا و چھپا کر بیٹھے تھے۔ کیونکہ دین سیکھنے کے شائق بھی تمام تھے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ترتیب و نظم کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ یعنی ایک دائرہ یا حلقہ بنا کر بیٹھنے کی طرف آپ ﷺ نے اشارہ کیا۔

جب تمام صحابہ کرام مطلوبہ انداز میں بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے غریب و فقیر مہاجرین کی جماعت ! تمہیں قیامت کے دن ایک کامل نور کی بشارت ہو۔ تم لوگ مالداروں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو گے ۔اور وہ آدھا دن پانچ سو سال کا ہو گا۔

اس روایت کے ایک طریق میں جو کہ مسند احمد بن حنبل میں منقول ہے مہاجرین کی بجائے انصار کی جماعت کا ذکر ہے۔ دراصل یہ حضرات اصحاب صفہ میں سے تھے اور اصحاب صفہ میں جہاں نادار اورر مفلس مہاجرین شامل تھے وہاں مفلوک الحال انصار بھی شامل تھے۔[56]

حدیث مبارکہ کا سیاق بتا رہا ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی اجمعین کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کا ادب کرتے ہوئے قاری قرآن خاموش ہو گیا۔ لیکن صحابہ میں سے کوئی بھی شخص کھڑا نہیں ہوا۔ اگرچہ اس بات کی صراحت بھی روایت میں موجود نہیں لیکن روایت کا سیلان اور سیاق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کسی کے آنے پر کھڑا ہونا ادب نہیں۔

اشارے کی ہیئت صوری:

مختلف طرق حدیث کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اشارہ ایک ہاتھ سے کیا گیا۔ اشارہ اس انداز میں کیا گیا کہ مخاطبین سمجھ جائیں کہ آپ ﷺ کو اب یہ پسند ہے کہ تمام شرکاء محفل آپ ﷺ کی نظر کے سامنے رہیں۔ مسند احمد کی روایت کے مطابق الفاظ ہیں "فقال رسول الله بيده و حلق"[57] یعنی رسول اللہ ﷺ نے زبان سے نہیں بلکہ ہاتھ کے اشارے سے اس مفہوم کو ادا کیا کہ دائرہ یا حلقہ بناؤ اور ہاتھ سے اس مفہوم کو ادا کرنے کیلئے آپ ﷺ نے بذات خود اپنے ہاتھ کو حلقہ نما یا دائرہ نما حرکت دی۔

اس کی ہیئت صوری درج ذیل شکل سے واضح ہے۔

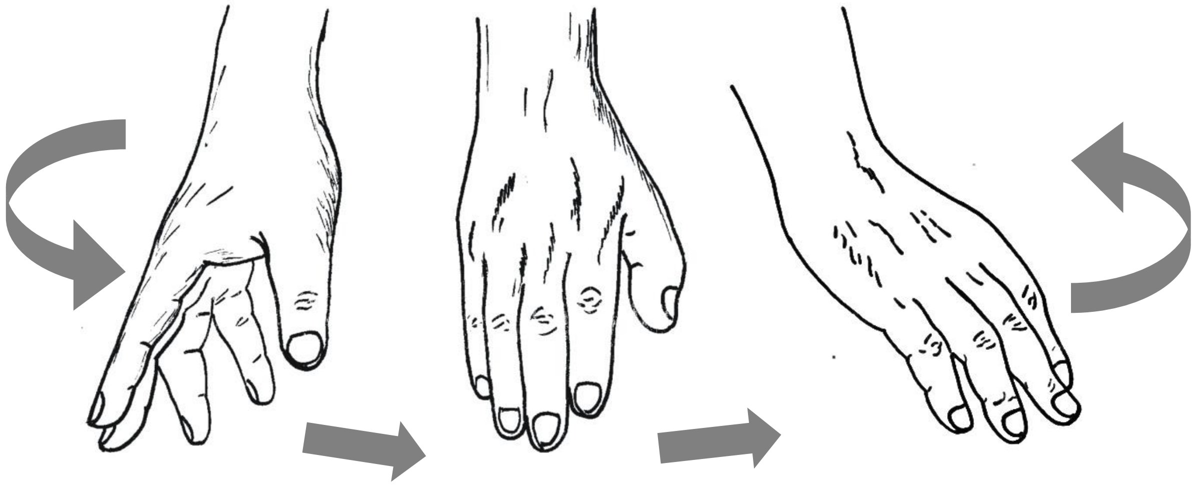

جبکہ سنن ابی داوٗد کی روایت میں جو الفاظ منقول ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ "ثم قال :بیده هكذا"[58]۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اس طرح کہا۔ یعنی دائرہ بنانے کو ہاتھ کے اشارے سے کہا اور صحابہ کرام نے دائرہ بنا بھی لیا۔ مگر آپ ﷺ صحابہ میں کس طرح تشریف فرما ہوئے اس بارے میں چند احتمال ہیں۔

ایک طریق میں عبارت ہے۔ "وسطنا ليعدل بنفسه فينا"[59] یعنی رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں تشریف فرما ہوئے تاکہ آپ ﷺ اپنے آپ کو ہمارے درمیان برابر رکھیں اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ مجھ سے دور ہیں۔ اس سے ایک احتمالی صورت پیدا ہوتی ہے کہ آپ ﷺ دائرے کے وسط میں مثل مرکز دائرہ کے تشریف فرما ہوئے اور صحابہ آپ کے ارد گرد چہار سمت ایک دائرہ کی صورت میں بیٹھ گئے۔ لیکن یہ احتمالی صورت اسی حدیث کے اگلے حصہ سے مسترد ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ راوی کہتے ہیں کہ "فتحلقوا و برزت وجوههم له"[60] یعنی صحابہ کرام نے دائرہ بنایا اس حال میں کہ ان کے چہرے آپ ﷺ کے لئے واضح ہو گئے۔

اگر آپ ﷺ دائرے کے وسط میں مثل مرکز دائرہ کے تشریف فرما ہوئے ہوں تو آپ ﷺ کے پشت مبارک کی طرف بیٹھے ہوئے صحابہ کرام کے حق میں راوی کا یہ قول صادق نہیں آئے گا۔ اور یوں کہنا بھی بے جا ہو گا کہ پشت کی طرف بیٹھے لوگوں کی تعداد کم، قلیل کالمعدوم کے حکم میں ہو گی کیونکہ حقیقۃً جتنے نفر انسان کے سامنے کی سمت میں ہوتے ہیں اتنے ہی پشت کی سمت میں۔

البتہ ایک اور احتمال بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ اس انداز میں تشریف فرما ہوئے کہ آپ ﷺ بھی بذات خود اس دائرہ کا حصہ تھے جو صحابہ کرام سے بنوایا۔ جیسا کہ مسند احمد کے طریق میں منقول ہے کہ "وقعد فينا ،ليعد نفسه معهم"[61] آپ ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے تاکہ خود کو ہم میں ہی شمار کرائیں۔ یہ جملہ جہاں ایک طرف اس محفل اور مجلس کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے وہاں دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کے اندازِ تشست پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اس احتمالی صورت میں آپ ﷺ کا انداز نشست کچھ اس طرح ہو گا کہ آپ صحابہ کے حلقہ یا دائرہ میں مثل مرکزِ دائرہ نہیں بلکہ مثل دیگر ارکان دائرہ تشریف فرما ہوئے ہوں۔

ایک تیسرا احتمال بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ ایک مدرس کی طرح تشریف فرما ہوئے ہوں اور صحابہ کرام کو مثل شرکاءِ درس، ہاتھ کے اشارے سے نصف دائرہ بنا کر بیٹھنے کا فرمایا۔اس احتمالی صورت میں آپ ﷺ کی طرف تمام صحابہ کرام کے چہرے بھی واضح ہوں گے۔ لیکن روایت کا میلان اور سیاق و سباق بتلا رہا ہے کہ آپ ﷺ بذات خود ان حضرات کی من جانب اللہ بیان کی گئی فضیلت کی بنا پر ان میں جا کر اس فضیلت کے حصول کیلئے اور صحابہ کرام کی مزید ترغیب اور حوصلہ افزائی کیلئے تشریف لے گئے۔لہٰذا یہ تیسری احتمالی صورت بھی مرجوح قرار دی جا سکتی ہے۔اور دوسری صورت ہی راجح قرار پائے گی۔

اشارے کی ہیئت معنوی:

رسول اللہ ﷺ بحیثیت معلم مبعوث ہوئے اس حدیث سے ایک معلم کو یہ رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے کہ تمام طلباء کے ساتھ مساوی سلوک کرے۔ حتیٰ کہ نشست و برخاست میں بھی تساوی برتے۔[62] معلم کو چاہیے کہ طلباء پر دوران درس نظر رکھے۔ کوئی طالبعلم نظر سے مستقل اوجھل نہ رہے۔معلم کو چاہیے کہ وہ اپنے طلباء کو ملنے والی کسی بھی فضیلت اور برتری کو تسلیم کرے۔اور ان کی مزید حوصلہ افزائی کرے۔

سیرت طیبہ سے غیر لسانی مواصلات کی قسم Paralinguistics کی مثالیں

مثال نمبر 1۔انگلیوں کے ساتھ گنبد نما اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ کے عرش کا آسمانوں پر محیط ہونے کو بیان کرنا

حدثنا عبد الأعلى بن حماد، ومحمد بن المثنى، ومحمد بن بشار، وأحمد بن سعيد الرباطي، قالوا: حدثنا وهب بن جرير، قال أحمد: كتبناه من نسخته وهذا لفظه قال: حدثنا أبي، قال: سمعت محمد بن إسحاق، يحدث عن يعقوب بن عتبة، عن جبير بن محمد بن جبير بن مطعم، عن أبيه، عن جده، قال: أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم أعرابي، فقال: يا رسول الله، جهدت الأنفس، وضاعت العيال، ونهكت الأموال، وهلكت الأنعام، فاستسق الله لنا فإنا نستشفع بك على الله ونستشفع بالله عليك، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ويحك أتدري ما تقول؟» وسبح رسول الله صلى الله عليه وسلم، فما زال يسبح حتى عرف ذلك في وجوه أصحابه، ثم قال: «ويحك إنه لا يستشفع بالله على أحد من خلقه، شأن الله أعظم من ذلك، ويحك أتدري ما الله، إن عرشه على سماواته لهكذا» وقال بأصابعه مثل القبة عليه «وإنه ليئط به أطيط الرحل بالراكب» قال ابن بشار في حديثه: «إن الله فوق عرشه، وعرشه فوق سماواته» وساق الحديث، وقال عبد الأعلى: وابن المثنى، وابن بشار، عن يعقوب بن عتبة، وجبير بن محمد بن جبير، عن أبيه، عن جده والحديث بإسناد أحمد بن سعيد هو الصحيح وافقه عليه جماعة منهم يحيى بن معين، وعلي بن المديني، ورواه جماعة عن ابن إسحاق، كما قال أحمد، أيضا وكان سماع عبد الأعلى، وابن المثنى، وابن بشار من نسخة واحدة فيما بلغني[63](4)

ترجمہ:

ہم سے عبدالاعلی بن حماد اور محمد بن مثنی اور محمد بن بشار اور احمد بن سعید رباطی نے بیان کیا،ان سب نے کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا،احمد بن سعید نے کہا ہم نے ان کے نسخہ سے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا اور یہ الفاظ اسی نسخے کے ہیں،فرمایا وھب بن جریر نے کہ ہم سے میرے والد جریر نے بیان کیا اور فرمایا،میں نے محمد بن اسحاق سے سنا انہوں نے یعقوب بن عتبہ کے واسطے سے بیان کیا، جنھوں نے جبیر بن محمد بن حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کیا اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا اور ان کے والد نے ان کے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی بدو آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگ مشقت میں پڑ گئے اور گھر بار اور

اموال کم ہوگئے اور مویشی ہلاک ہوگئے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ سے ہمارے واسطے بارش طلب فرمائیں ہم اللہ کے پاس آپ کی سفارش چاہتے ہیں اور اللہ کی سفارش آپ کے پاس چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا ستیاناس ہو! جانتا ہے تو کیا کہہ رہا ہے! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی تسبیح بیان کی اور مسلسل تسبیح اور پاکی بیان کرتے رہے یہاں تک کہ اس کا اثر (بدو کی غلط بات کا اثر) آپ ﷺ کے صحابہ کے چہروں پر بھی ظاہر ہونے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے اللہ کی سفارش نہیں کی جاتی کسی پر اس کی مخلوقات میں سے۔ اللہ کی شان اس سے کہیں زیادہ عظیم ہے۔ تجھ پر افسوس ہے کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا عرش اس کے آسمانوں پر اس طرح ہے اور آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا گنبد کی طرح اور بیشک وہ عرش الٰہی چرچراتا ہے جس طرح کہ کجاوہ سواری کے بیٹھنے سے چرچراتا ہے۔ محمد ابن بشار نے اپنی روایت میں فرمایا کہ بیشک اللہ اپنے عرش کے اوپر ہے اور اس کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے اور آگے اسی طرح حدیث بیان کی اور عبدالاعلیٰ، ابن المثنیٰ اور ابن بشار نے یہی بات یعقوب ابن عتبہ اور جبیر بن محمد بن جبیر عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے کہی ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ احمد بن سعید کی سند والی روایت صحیح ہے اور ایک جماعت نے اس کی موافقت کی ہے جن میں یحییٰ بن معین، علی بن المدینی ہیں اور اسے ایک جماعت نے ابن اسحاق سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے احمد نے کہا اور عبدالاعلی، ابن المثنی اور ابن بشار کا سماع بھی اُسی نسخہ سے ثابت ہے، جس سے مجھے روایت پہنچی ہے۔

مفہوم حدیث:

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک کم علم اور کم سمجھ بدو کے قول پر گرفت فرمائی، جب اس نے کہا ہم اللہ کے پاس آپ ﷺ کی سفارش چاہتے ہیں، اور اللہ کی سفارش آپ کے پاس چاہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس بدو کا قول سن کر ایسا انداز اختیار کیا کہ تمام حاضرین محفل نہ صرف متوجہ ہوگئے بلکہ تمام اس بدو کی غلطی پر آگاہ بھی ہوئے اور سراپا انتظار ہوئے کہ اب رسول اللہ ﷺ کس طرح اس کم سمجھ شخص کو اس کی غلطی پر متنبہ فرماتے ہیں اور کس طرح اس کی اصلاح کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر افسوس اللہ کی سفارش اس کی مخلوقات میں سے کس پر کی جاتی ہے! پھر اللہ رب العزت کی عظمت کو رسول اللہ ﷺ نے اس بدو کیلئے اپنی انگلیوں کے اشارہ کر کے اور ایک ایسی مثال دے کر بتایا جو کہ اس بدو کی زندگی میں روزانہ کئی بار اس کے تجربہ سے گزرتی تھی۔

آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں سے قبہ نما شکل بنا کر اللہ رب العزت کے عرش کو اس قبہ سے تشبیہ دی اور دوسرے ہاتھ کو سیدھا کھول کر آسمان سے تشبیہ دی۔ اور فرمایا: (بیشک اللہ جل شانہ اپنے عرش کے اوپر ہے اور وہ عرش آسمانوں کے اوپر ہے) پھر آپ ﷺ نے اس بدو کیلئے عظمت و شان الٰہی کے بیان کیلئے نہایت بلیغ مثال دی کہ جس طرح کجاوہ پر وزنی سواری بیٹھ جائے یا وزنی سامان رکھا جائے تو کجاوہ ایک مخصوص آواز دیتا ہے جو گویا کجاوے کی عاجزی اور کمزوری کا منہ بولتا ثبوت ہوتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (وانہ یئط بہ اطیط الرحل بالراکب) یعنی: عرش الٰہی چرچراتا ہے، جس طرح کہ کجاوہ سواری کے بیٹھنے سے چرچراتا ہے۔

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے اس کلام کو ظاہر پر محمول کیا جائے تو اس سے اللہ جل شانہ کی ذات اور صفات کیلئے ایک کیفیت ثابت ہوتی ہے، جبکہ اللہ جل شان کی ذات اور صفات، کیفیت سے پاک اور منزہ ہیں، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا یہ کلام اس بدو کیلئے اللہ کی عظمت اور شان و شوکت کے تصور کو اقرب الی الذہن کرنے کیلئے

ہی ہو گا۔اس روایت کے رواۃ محدثین میں اسحاق ایک راوی ہیں جن کے بارے میں علامہ خطابیؒ نے مدلس ہونے کی صراحت کی ہے،اور فرمایا: کہ یہ روایت امام بخاریؒ اپنی صحیح میں نہیں لائے، جبکہ تاریخ الکبیر میں انہوں نے اس روایت کو ذکر فرمایا ہے[64] اگرچہ احمد بن عبداللہ العجلی کہتے ہیں(ابن اسحاق ثقة وقد استشهد مسلم بخمسة احاديث ذكرها لابن اسحاق فی صحيحه وقد روى الترمذی فی جامعه من حديث ابن اسحاق)[65]۔یعنی ابن اسحاق ثقہ راوی ہیں۔امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں ان پانچ روایات اخذ کی ہیں اسی طرح امام ترمذیؒ نے بھی اپنی جامع میں ابن اسحاقؒ سے روایات اخذ کی ہیں۔

اشارے کی ہیئت صوری:

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں: وهى الهيئة الحاصلةللاصابع الموضوعة على الكف، **یعنی کہ: اس اشارے میں جو ہیئت صوری ہے** وہ انگلیوں کو ہتھیلی پر (مثل القبہ) رکھ دینے سے حاصل ہوتی ہے۔[66]

یہی روایت ایک اور طریق سے بھی آتی ہے جس میں یحییٰ بن معین نے ہاتھ کی پانچ انگلیوں کو مثل قبہ بنا کے دکھایا۔[67]

اس روایت کی متون اور شروحات سے غور وخوض کے بعد جو ہیئت صوری سمجھ میں آتی ہے وہ درج ذیل شکل سے واضح ہے۔

کجاوے کے چرچرانے کا تذکرہ ایک اور روایت سے بھی ثابت ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

فقال محمد بن عبد الله الكوفي المعروف بمطين حدثنا عبد الله بن الحكم وعثمان قالا حدثنا يحيى عن إسرائيل عن أبي إسحاق عن عبد الله بن خليفة عن عمر قال أتت النبي امرأة فقالت ادع الله أن يدخلني الجنة فعظم أمر الرب ثم قال إن كرسيه فوق السماوات والأرض وإنه يقعد عليه فما يفصل منه مقدار أربع أصابع ثم قال بأصابعه فجمعها وإن له أطيطا كأطيط الرحل–[68]

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے کہ میں جنت میں داخل ہوں۔پس آپ ﷺ نے اللہ کے معاملہ کی عظمت بیان کی پھر فرمایا اللہ کا عرش آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس عرش پر اس طرح جلوہ افروز ہیں کہ چار انگلی کی مقدار بھی جگہ خالی نہیں۔آپ ﷺ کے اپنی چار انگلیوں کو جمع کر کے اشارہ کیا اور بے شک وہ عرش چرچراتا ہے کجاوے کے چرچرانے کی طرح۔

اس روایت اور روایت باب کا مضمون تقریباً ایک سا ہے۔البتہ اس روایت میں ایک ضمنی اشارہ سامنے آتا ہے کہ آپ ﷺ کے ہاتھ کی چار انگلیوں کو جمع کر کے اس مفہوم کو ادا کیا کہ عرش پر اللہ تعالیٰ اس طرح جلوہ افروز ہیں کہ چار انگلیوں برابر بھی جگہ نہیں۔ جس کی ہیئت صوری درج ذیل شکل سے واضح ہے۔

اشارے کی ہیئت معنوی:

روایت کے مطابق آپ ﷺ کے قبہ کی طرح جو اشارہ کیا اسی سے مراد اللہ رب العزت کی قدرت کے تمام

مخلوقات پر حاوی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔اور اسی اشارے سے مقصود بدو کو یہ بات بتلانا ہے کہ جس ہستی کی قدرت اس قدر غالب ہو ،ایسی ہستی کی سفارش نہیں کی جاتی اس کی مخلوقات میں سے کسی پر بھی۔

اس مفہوم کو خوب سمجھانے کے لئے آپ ﷺ نے ایک خاص انداز میں اللہ رب العزت کی لگاتار پاکی بیان کر کے (اور بدو کیلئے کئی بار الفاظ تنقیص بیان کر کے) ایک ایسا ماحول بھی بنایا جس سے تمام حاضرین محفل پر ایک کیفیت بندھ گئی۔

Refrences

1 سنن ابن ماجہ، ،باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ، رقم الحدیث:229، ج1، ص83

2 Kevin Hojan, Can’t get through: 8 Barriers to communication.

3 الحجر : 9

4 الاحزاب : 21

5 اٰل عمران : 31

6 التوبۃ : 128

7 عبس : 1،2

8 Marvin A. Hecht and Nalini Ambady, Non-verbal communication and psychology.

9 De-Hua Wang and Hui Li, Non-verbal language in cross cultural communication.

10 Krauss, Chen and Chawla, Non-verbal behavior and non-verbal communication: what do conversational hand gestures tell us? Advances in experimental social psychology.

11 Same

12 یہ اشارات دوران گفتگو کلام کی تشریح کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کلام کے بغیر ان اشاروں کا وجود نہیں ہوتا۔اور یہ فقط متکلم سے ہی حالتِ کلام میں صادر ہوتے ہیں۔

13 ایسے اشارے جن کا مخصوص معنٰی اور مفہوم ہو Symbolic Gestures کہلاتے ہیں۔ یہ عموماً گفتگو میں کلام کے قائم مقام استعمال ہوتے ہیں مگر کبھی کلام کے ساتھ ساتھ بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ان اشارات کا استعمال اردادتاً ہوتا ہے اور اپنے مدلول پر بہت واضح انداز میں دلالت کرتے ہیں۔اس قسم کے اشارات کا تعلق تہذیب سے بہت گہرا ہوتا ہے۔

14الجامع الكبير-سنن الترمذي,ابواب الزهد,باب من اتقى المحارم فهواعبد الناس،رقم الحديث:2305،ج4، ص127

15الجامع الكبير-سنن الترمذي,ابواب الزهد,باب من اتقى المحارم فهواعبد الناس،رقم الحديث:2305،ج4، ص127

16مسند الإمام أحمد بن حنبل,باب ابتدا مسند ابي هريره رضى الله تعالى عنه،رقم الحديث:8081،ج8، ص166

17المعجم الأوسط,باب من اسمه محمد،رقم الحديث:7054،ج7، ص125

18معجم ابن عساكر , رقم الحديث:991،ج1، ص477

19 شعب الإيمان , باب السابع و السبعون من شعب الإيمان و هو باب في أن يحب الرجل لأخيه المسلم ما يحب لنفسه و يكره له ما يكره لنفسه و يدخل فيه إماطة الأذى عن الطريق,رقم الحديث:11128،ج7، ص500

20الجامع الكبير-سنن الترمذي,ابواب الزهد,باب من اتقى المحارم فهواعبد الناس،رقم الحديث:2305،ج4، ص127

21تحفة الاحوذى بشرح جامع الترمذى،باب الزهد،رقم الحديث:2305 ج6،ص486

22الجامع الكبير-سنن الترمذي,ابواب الزهد,باب من اتقى المحارم فهواعبد الناس،رقم الحديث:2305،ج4، ص127

23سنن أبي داود,كتاب الجهاد , باب فى الرجل يغزوويلتمس الاجر والغنيمة،رقم الحديث:2535،ج3،ص19

24مسند الإمام أحمد بن حنبل،باب حديث وابصه بن معبدالاسدى نزل الرقة ،رقم الحديث :18001،ج29 ،ص 527

25جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم،باب الحديث السابع والعشرون البرحسن الخلق، ج2 ،ص 94

26المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ,كتاب الصيام , باب وجوب صوم رمضان لرؤيةالهلال والفطرلرؤيةالهلال،رقم الحديث:1080، ج2 ، ص569

27ايضاً

28الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري ، ،كتاب الفتن , باب ياجوج وماجوج،رقم الحديث:7135،ج9،ص61

29 ايضاً

30 مسند إسحاق بن راهويه, رقم الحديث:531،ج1،ص457

31الجامع (منشور كملحق بمصنف عبد الرزاق) ، باب الفتن، رقم الحديث 20749، ج11 ، ص363

32جامع الأصول في أحاديث الرسول ،باب سورة الكهف، رقم الحديث 708، ج2 ، ص230

33الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري،باب قصه ياجوج وماجوج ، رقم الحديث 3347، ج4 ، ص138

34مسند الإمام أحمد بن حنبل، باب حديث زينب بنت جحش، رقم الحديث 27416، ج45 ، ص405

35السنن الكبرى،باب قوله تعالى"فاعينونى بقوة اجعل بينكم وبينهم ردما" رقم الحديث 11249، ج10 ، ص166

36المعجم الكبير، باب عائشة عن ام سلمة، رقم الحديث 1005، ج23 ، ص416

37حلية الأولياء وطبقات الأصفياء،باب محمد بن منصور ومنهم الطوسى الخ، ج10، ص218

38الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: «ويل للعرب من شر قد اقترب»، رقم الحديث 7059،ج9،ص48

39شَرْحُ صَحِيح مُسْلِمِ لِلقَاضِى عِيَاض المسَمَّى إِكمَالُ المعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم , باب اقتراب الفتن ، وفتح ردم ياجوج وماجوج، رقم الحديث 3- (2881)، ج8 ، ص413

40التوضيح لشرح الجامع الصحيح،باب قول النبي صلى الله عليه وسلم ويل للعرب من شر قد اقترب،رقم الحديث 7060،ج32 ، ص293

41 فتح الباري شرح صحيح البخاري,باب ياجوج وماجوج،رقم الحديث7135،ج13،ص107

42 ایضاً

43فتح الباري شرح صحيح البخاري,باب ياجوج وماجوج،رقم الحديث7135،ج13،ص107

44عمدة القاري شرح صحيح البخاري،باب قصه ياجوج وماجوج،ج15 ، ص238

45مسند الامام احمد بن حنبل ،باب مسند انس بن مالك رضی الله عنه،رقم الحديث:12238ج19،ص267

46الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري ,كتاب الرقاق , باب فی الامل وطوله،رقم الحديث:6417،ج8،ص89

47 الجامع الكبير،سنن الترمذي,ابواب الامثال عن رسول الله صلی الله عليه وسلم, باب ما جاء فی مثل ابن آدم واجله وامله،رقم الحديث:2870،ج4،ص449

48الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري ،كتاب الادب , باب تعاون المومنين بعضهم بعضا،رقم الحديث :6026 ،ج8،ص12

المعجم الاوسط ،باب من اسمه محمد، رقم الحديث 5718 ،ج6،ص3549

50بظاہر یہ حدیث مبارکہ ان احادیث کے متعارض محسوس ہوتی ہے جن میں دوران نماز یا مسجد میں تشبیک سے منع کیا گیا ہے۔مغلطائی فرماتے ہیں: تحقیق یہ ہے کہ ان احادیث کے درمیان تعارض نہیں ہے۔کیوں کہ نہی کا تعلق دوران نماز تشبیک سے ہے۔اور زیر بحث حدیث مبارکہ میں تشبیک نہ نماز کے دوران ہے نہ نماز کے انتظار کے دوران(التنوير شرح الجامع الصغير،الجزء:2/ص8،)

51فتح الباری شرح صحيح البخاری، باب تشبيك الاصابع فی المسجد وغيره، رقم الحديث 481،ج3،ص420

52سنن أبي داود ،كتاب الملاحم , بابالامروالنهى،رقم الحديث:4342،ج4،ص123

53مسند الإمام أحمد بن حنبل،باب من مسند عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنه، رقم الحديث 7049، ج6، ص473

54التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ،باب الهمزة مع الذال المعجمة، رقم الحديث 622، ج2، ص58

55سنن أبي داود ،كتاب العلم , باب فی القصص،رقم الحديث:3666،ج3،ص323

56مسند الامام احمد بن حنبل ،باب مسندابی سعيدخدری رضی الله عنه،رقم الحديث:11604،ج18،ص147

57ایضاً

58سنن أبي داود ،كتاب العلم , باب فی القصص،رقم الحديث:3666،ج3،ص323

59ایضاً

60ایضاً

61مسند الامام احمد بن حنبل ،باب مسندابی سعيدخدری رضی الله عنه،رقم الحديث:11604،ج18،ص147

62مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،الفصل الثانی،رقم الحديث:2220،ج7،ص276

63سنن أبي داود،, ،كتاب السنة , باب فی الجهمية،رقم الحديث:4726،ج4،ص232

64معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود ،،باب الرد علی الجهمية والمعتزله ،ج4،ص328

65عون المعبود شرح سنن أبي داود،باب فی الجهمية، ج13،ص19

66شرح الطيبي على مشكاة المصابيح المسمى بـ (الكاشف عن حقائق السنن)،باب بدءالخلق وذكرالانبياء ، رقم الحديث :5727،ج11،ص3625

67المعجم الكبير,رقم الحديث :1547،ج:2،ص128

68عون المعبود شرح سنن أبي داود،باب فی الجهمية، ج13،ص24